# مالک بن انس

https://ur.wikipedia.org/s/cwel

**مالک بن انس بن مالک بن عامر** (93ھ - 179ھ) امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی ہیں اور ابو عامر اصبحی آپ کے دادا جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ سوائے غزوہ بدر کے اور سب غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ تمام اہل سنت بالاتفاق " امام مالک" کو "شیخ الاسلام" مانتے ہیں۔ اہل سنت کی نظر میں وہ فقہ کے مستند ترین علما میں سے ایک ہیں۔ امام شافعی، جو نو برس تک امام مالک کے شاگرد رہے اور خود بھی ایک بہت بڑے عالم تھے، انھوں نے ایک بار کہا کہ "علما میں امام مالک ایک دمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہیں"۔ فقہ مالکی اہل سنت کے ان چار مسلم مسالک میں سے ایک ہے جس کے پیروکار آج بھی بڑی تعداد میں ہیں۔جو شمالی افریقہ کے بیشتر علاقوں، الاندلس (مسلمانوں کے بے دخل ہونے تک)، مصر کا ایک وسیع حصہ اور شام، یمن، سوڈان، عراق اور خراسان کے کچھ حصوں کے سنی مسلمانوں کے لیے جیسا کہ افریقہ کے مسلمان ان کے لیے باقاعدہ معیار بن گیا ہے۔[9] اور ممتاز صوفی سلاسل جن میں شاذلیہ اور تیجانیہ شامل ہیں۔ اسلامی تاریخ کی تاریخوں میں شاید امام مالک کا سب سے مشہور کارنامہ ہیں، تاہم، ان کی مؤطا کی تالیف، جو حدیث کی کتب میں سب سے پہلے مدون ہونے والی کتب میں سے ایک زندہ شاہکار ہے۔ امام مالک 93ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ایک ایسے گھر میں پرورش پائی جو علم حدیث، احادیث کی تحقیق اور صحابہ کرام کی خبروں اور ان کے فتاویٰ کو پڑھنے اور پڑھانے والا تھا۔امام صاحب نے اپنی زندگی کے آغاز میں قرآن پاک حفظ کیا، پھر حدیث نبوی حفظ کرنے اور فقہ سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مدینہ کے فقیہ ابن ہرمز نے آپ کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہوئے سات سال گزارے، آپ نے علم حدیث اپنے وقت کے نامور محدثین نافع مولیٰ ابن عمر اور ابن شہاب زہری جیسوں سے سیکھا۔دین کے تمام علوم و فنون اور فتاویٰ کا مطالعہ مکمل ہونے کے بعد اور جب ستر شیوخ نے ان کی گواہی دی کہ وہ اس کے لائق ہیں، تو آپ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر درس و تدریس اور فتویٰ کا کام جاری کیا۔ اور احادیث نبوی کا احترام اور ان کی تعظیم کا خصوصی خیال رکھتے تھے اور آپ عموماً نیا لباس زیب تن فرماتے تھے۔آپ اپنے فتوے میں غلطی نہ کرنے کے لیے محتاط رہتے تھے اور اکثر کہتے تھے، "میں نہیں جانتا" اور وہ کہتے: "میں صرف انسان ہوں اور انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا میری رائے کو دیکھیں جو قرآن و سنت سے متفق ہو اسے لے لو اور جو قرآن و سنت سے متفق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔سنہ 179ھ میں امام مالک 22 دن تک بیمار رہے پھر وفات پاگئے اور مدینہ منورہ کے امیر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بقیع الغرقد میں دفن کر دیا گیا۔

## مالک بن انس

رحمہ اللہ

(عربی میں: مَالِكِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيُّ الْحِمْيَرِيُّ الْمَدَنِيّ)




مالک بن انس، اسلامی خطاطی

**معلومات شخصیت**

| | |
|---|---|
| **پیدائش** | سنہ 711ء [1][2]<br>مدینہ منورہ [3][4] |
| **وفات** | 795 عیسوی/179 ہجری (عمر 83-84)<br>مدینہ منورہ<br>مدینہ منورہ |
| **مدفن** | جنت البقیع |
| **نسل** | عرب لوگ |
| **اولاد** | فاطمہ بنت مالک بن انس |

**عملی زندگی**

| | |
|---|---|
| **استاذ** | نافع مولی ابن عمر [3][5]، ابن شہاب زہری ، جعفر الصادق [6]، عبد الرحمٰن اوزاعی ، ایوب سختیانی ، محمد بن یحییٰ بن حبان ، ابراہیم بن ابی عبلہ ، ابن ہرمز ، زید بن اسلم ، عبد اللہ بن ذکوان ، عبد الرحمن بن قاسم ، ثور بن یزید ، حمید طویل ، ربیعہ بن فروخ ، ہشام بن عروہ ، یحییٰ بن سعید ، عائشہ بنت سعد ، عامر بن عبداللہ بن زبیر ، محمد بن عبد الرحمن بن نوفل ، نافع بن عبدالرحمن المدنی |
| **تلمیذ خاص** | محمد بن ادریس شافعی ، محمد بن حسن شیبانی [7]، سفیان ثوری ، عبد الرحمٰن اوزاعی ، احمد بن ابی طیبہ دارمی ، حماد بن زید ، |

## نام و نسب

ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اور آپ کا نام نافع بن عمرو بن حارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن حارث ذی اصبح بن مالک بن زید بن قیس بن صیفی بن حمیر الاصغر بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن غوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر بن سبا۔[10][11][12][13][14][15][16][17]

**آپ کی والدہ** "عالیہ بنت شریک بن عبد الرحمٰن بن شریک ازدیہ اور ازد قحطانی عرب کے مشہور قبیلوں میں سے ایک ہے، وہ ازد بن غوث بن نبات بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یثرب بن قحطان اور ان کے شوہر انس کا تعلق یمن کے عربوں سے ہے۔[18][19]

## ولادتِ باسعادت

امام صاحب کے سنہ ولادت کے متعلق تین اقوال ہیں: 92ھ ، 93ھ اور 94ھ لیکن خود امام صاحب نے اپنی تاریخ ولادت 93ھ بیان کی ہے، لہٰذا امام ذہبی نے اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ تین سال تک حالت حمل میں رہی تھیں۔[20]

## پرورش و نشو و نما

امام صاحب علم و فضل سے معمور گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے دادا ابو عامر شرفِ صحابیت سے فیض یافتہ تھے۔ [21] جبکہ والد محترم کا شمار صحابہ کرام کے کبار تلامذہ میں ہوتا ہے۔ [22] آپ کے ایک بھائی بھی پختہ عالم دین تھے، امام صاحب بیان فرماتے ہیں:

”ابن شہاب زہری کے ہم عمر میرے ایک بردار تھے۔ والد محترم نے ہمارا امتحان لینے کے لیے ایک دن سوال پوچھا۔ بھائی نے صحیح جواب دیا، جبکہ مجھ سے غلطی ہوئی، تو والد محترم نے فرمایا: تمھیں کبوتروں نے طلبِ علم سے غافل کر دیا ہے۔امام صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات بہت ناگوار گذری۔ میں نے علم حاصل کرنے کا عزم باندھا اور سات آٹھ سال تک ابن ہرمز کی شاگردی اختیار کیے رکھی۔ میں تھیلی میں کھجوریں ڈال کر اُن کی اولاد کو دے دیتا اور کہتا کہ اگر کوئی شیخ کے بارے میں پوچھے تو کہہ دیں کہ مشغول ہیں۔ ایک دفعہ شیخ نے خادمہ سے کہا کہ دیکھو دروازے پر کون ہے؟ اس نے دیکھا کہ مالک کھڑے ہیں، برہم ہو کر بولی: وہی أشقر (سفید بالوں اور آنکھوں والا) ہے اور تو کوئی نہیں۔ شیخ نے کہا: اس کو آنے دو، یہ لوگوں میں عالم کا درجہ رکھتے ہیں۔“ [23] امام صاحب سترہ سال کی عمر میں نافع مولیٰ عمر، سعید المقبری، ابن شہاب زہری اور ابن دینار جیسے اجل علما سے شرفِ تلمذ حاصل کرچکے تھے۔ [24]

اور اکیس سال کی عمر میں باقاعدہ درس و تدریس اور مسند افتا سنبھال لی تھی اور پھر اطراف واکنافِ عالم سے علما و طلبہ آپ کے پاس حاضر ہونا شروع ہوئے۔ اور یہ سلسلہ ابو جعفر المنصور کی خلافت سے لے کر ہارون الرشید کے زمانہ تک عروج کو پہنچا اور آپ کی وفات تک جاری و ساری رہا۔ [25]

| | |
|---|---|
| | اسماعیل ، سفیان بن عیینہ ، عبد اللہ ابن مبارک ، ابن علیہ ، عبد الرحمٰن بن قاسم عتقی ، عبد الرحمن بن مہدی ، عبد اللہ بن عمرو بن وہب ، ولید بن مسلم ، یحییٰ القطان ، ابوداؤد طیالسی ، عبد اللہ بن یوسف تنیسی ، قعنبی ، فضل بن دکین ، ہیثم بن جمیل ، ہشام بن عبید اللہ رازی ، محمد بن عیسی طباع ، یحیی بن یحیی تمیمی ، یحییٰ بن یحییٰ لیثی ، ابو جعفر نفیلی ، مصعب بن عبد اللہ زبیری ، الواقدی ، منصور بن ابی مزاحم ، احمد بن نصر خزاعی |
| **پیشہ** | محدث ، فقیہ ، عالم |
| **پیشہ ورانہ زبان** | عربی [8] |
| **شعبۂ عمل** | فقہ ، علم حدیث |
| **کارہائے نمایاں** | موطاء امام مالک |
| **مؤثر** | جعفر الصادق<br>ابو حنیفہ |
| | ہشام بن عروہ<br>ابن شہاب زہری |
| **متاثر** | شافعی |

درستی (https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D9%85%D8%A7%D9%84%DA%A9_%D8%A8%D9%86_%D8%A7%D9%86%D8%B3&action=edit&section=0) - ترمیم (https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D9%85%D8%A7%D9%84%DA%A9_%D8%A8%D9%86_%D8%A7%D9%86%D8%B3&veaction=edit)



☆بسلسلہ شرعی علوم☆

**علم فقہ**

موضوعات فقہ

فروع اصول قواعد ادلہ مدارس باب فقہ

علم فروع فقہ

خود امام صاحب سے طلبِ علم یا درس و تدریس کے لیے سفر کرنا منقول نہیں۔ آپ ساری عمر مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے، سوائے حج کے مکہ مکرمہ کے علاوہ کہیں سفر نہیں کیا۔ بلکہ ایک بار خلیفہ مہدی نے آپ کو بغداد لے جانے کی خواہش ظاہر کی، آپ نے درج ذیل حدیثِ نبوی پڑھ کر یہ پیشکش ٹھکرادی:

«الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ»

”کاش لوگ جان لیں کہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے۔“ [26]

## عادات و خصائل

امام صاحب طویل قد، بھاری جسم کے مالک تھے۔ سر اور داڑھی کے بال شدید سفید تھے، لباس بھی عمدہ سفید زیب تن کیا کرتے۔انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے، خضاب وغیرہ استعمال نہ کرتے اور مونچھوں کو حلق کرنے کو عیب شمار کرتے تھے۔ آپ کی مجلس انواع واقسام کے قالین وغیرہ سے مزین انتہائی پرتکلف ہوتی۔ شور وغل اور قیل وقال کی ذرا گنجائش نہ تھی۔ سب ادب و احترام اور ہیبت سے خاموش رہتے۔سوال کرنے کی ہمت نہ تھی۔ باہر سے آنے والے اجنبی اور مہمان لوگ بعض دفعہ حدیث وغیرہ کے متعلق سوال کر لیا کرتے تھے۔ حبیب نامی آپ کے ایک کاتب تھے، وہی آپ کی کتابوں کی قراءت کرتے، باقی سب سماعت فرماتے ۔ اگر کہیں غلطی ہوتی تو امام صاحب خود ہی وضاحت فرماتے۔ [27] راوی بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب درسِ حدیث کے لیے باوضو ہو کر بہترین لباس زیب تن کرکے، بالوں کو سنوار کر اور بہترین خوشبو لگا کر نکلتے اور فرماتے: یہ حدیثِ رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کا تقاضا ہے۔ اگر کوئی بآواز بلند بولتا تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھتے:

﴿ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾ اور فرماتے:

”نبی کریم ﷺ کی حدیث کے پاس رفعِ صوت آپ ﷺ کے پاس رفعِ صوت کے مترادف ہے۔“ [28]

## شیوخ و اساتذہ اور تلامذہ

مدینہ میں رہنے سے امام مالک کو ابتدائی اسلام کے کچھ سب سے زیادہ سیکھنے والے ذہنوں تک رسائی فراہم حاصل ہوئی۔ آپ نے جوانی میں قرآن حفظ کیا، ابو سہیل نافع بن عبدالرحمٰن سے تلاوت سیکھی، جن سے آپ نے اپنا اعجاز بھی حاصل کیا یا دوسروں کو سکھانے کی سند اور اجازت بھی حاصل کی۔ انھوں نے ہشام بن عروہ اور ابن شہاب الزہری کے ساتھ ساتھ مشہور امام جعفر الصادق سمیت متعدد مشہور علما سے تعلیم حاصل کی۔امام مالک اور الزہری دونوں نافع مولیٰ ابن عمر، ممتاز تابعین صحابی رسول عبد اللہ ابن عمر کے آزاد کردہ غلام اور شاگرد تھے۔ ابو حنیفہ (حنفی سنی مذہب کے بانی) کے ساتھ، امام مالک نے اپنے وقت کے ایک معروف عالم امام جعفر سے بھی تعلیم حاصل کی، جنھیں شیعہ مسلمان اپنا امام مانتے ہیں۔ امام مالک امام شافعی کے استاد تھے، [29][30]جو امام احمد بن حنبل کے استاد تھے۔ امام صاحب اساتذہ و شیوخ کے انتخاب میں حد درجہ احتیاط کیا کرتے تھے۔ بہت سارے نیک اور صالح لوگوں کو صرف اس لیے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ ان کی علمی قد وقامت امام صاحب کے ذوق و مزاج کے مطابق نہ ہوتی تھی۔ امام صاحب نے وقت کے جلیل القدر اور اکابر علما و محدثین سے ہی استفادہ کیا، جن میں سے چند مشاہیر کے نام یوں ہیں: نافع مولیٰ ابن عمر، سعید المقبري، نعیم المجمر،وہب بن کیسان، زہری، ابن المنکدر عبد اللہؓ بن دینار، ایوب سختیانی، ابو الزناد اور ربیعة الراۓ (الرأي)جیسے علمائے مدینہ ۔ [31]

امام صاحب کے تلامذہ میں شافعی، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، یحییٰ انصاری، یحیی القطان، ابن مہدی اورابن مبارک جیسے جلیل القدر ائمہ، محدثین اور فقہا کی ایک طویل فہرست کتبِ تراجم میں موجود ہے۔ [32]


فقہ العبادات · طہارت · نماز · زکات · روزہ · حج و عمرہ · فقہ المعاملات · فقہ المواریث ·

علم اصول فقہ

اصول

و قواعد ·

علم اصول فقہ · ادلہ الفقہ · الاحکام الشرعیہ · فرض · فرض کفایہ · المسنون · المکروہ · الحرام · سنہ مؤکدہ · المباح · الصحہ والبطلان · الالفاظ · الکتاب · السنہ · الاجماع · القیاس · الاجتہاد · قول الصحابی · القواعد فقہیہ · الامور بمقاصدہا · زمرہ ·

دراسات فقہیہ

دراسات فقہیہ

فروع الفقہ · فقہ العبادات · فقہ المعاملات · فقہ المواریث · فقہ الصیام · فقہ الزکاۃ · فقہ مقارن · فقہ القرآن · فقہ الحدیث · فقہ الاولویات · فقہ · فقہ المریض · فقہ النفس · فقہ السلوک · فقہ السیرہ ·

مدارس

مدارس ·

فقہی مدارس کی تاسیس · فقہاء الصحابہ · فقہاء التابعین · مذاہب فقہیہ · الائمہ الاربعہ · ابو حنیفہ النعمان · مالک بن انس · محمد بن ادریس الشافعی · احمد بن حنبل · ائمہ مذاہب · سفیان الثوری · اللیث بن سعد · الاوزاعی · داود الظاہری · زید بن علی ·

جعفر الصادق

المذاہب الاربعہ ·

المذہب الحنفی · المذہب المالکی · المذہب الشافعی ·

المذہب الحنبلی ·

آخری مذاہب فقہیہ ·

## عقیدہ ومسلک

امام صاحب حدیث وسنت ، عقیدہ و فقہ کے امام ہیں۔آپ ان جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں جو بطورِ اُسوہ و نمونہ اُمت میں مشہور ہوئے۔مذاہب اربعہ میں سے دوسرا مذہب آپ کی طرف منسوب ہے۔ امام شاطبی نے امام مالک بن انس کا ایک عظیم الشان قول نقل فرمایا ہے:

قبض رسول الله ﷺ وقد تمّ هذا الأمر واستكمل، فينبغي أن تتبع آثار رسول الله ﷺ وأصحابه، ولا يتبع الرأي، فإنه متى ما اتبع الرأي جاء رجل آخر أقوى في الرأي منك فاتبعته، فكلما غلبه رجل اتبعه، أرى أن هذا بعد لم يتم."

"نبی کریم ﷺ دین کو مکمل کرکے گئے، لہذا نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کی ہی اتباع کریں۔ رائے اور قیاس کی طرف نہ جائیں، کیونکہ عقل پرستی کوئی معیار نہیں۔ آپ کوئی عقلی نکتہ لائیں گے، کل کو کوئی دوسرا اس کا توڑ لے آئے گا۔ اور عقل تو عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے، لہذا انسان کسی ایک بات اور موقف پر مطمئن نہ ہو سکے گا۔" [33]

امام صاحب کا ایک اور قول ہے جو ضرب المثل کی حد تک مشہور ہے، فرماتے ہیں:

"السنّة سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق."

" سنت تو سفینۂ نوح ہے، جو اس میں سوا ر ہوگا محفوظ رہے گا، اس سے محروم رہنے والا غرق ہوگا۔" [34]

ہیثم بن جمیل بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب سے پوچھا :کچھ لوگ عمر فاروق ؓ اور ابراہیم نخعی ؒ کے اقوال ذکر کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم کے قول کو لیتے ہیں...کیا یہ درست ہے؟

امام صاحب نے پوچھا: کیا عمر ؓ کا موقف صحیح سند سے ثابت ہوتا ہے؟ کہا: جی تو فرمایا:

"ایسے لوگوں سے اس منہجی انحراف سے توبہ کروائی جائے جو صحابہ کی بات چھوڑ تے ہیں۔"

قلت لمالك بن أنس: يا أبا عبد الله! إن عندنا قومًا وضعوا كتبًا يقول أحدهم ثنا فلان عن فلان عن عمر بن الخطاب بكذا وكذا وفلان عن إبراهيم بكذا، ويأخذ بقول إبراهيم، قال مالك: وصحّ عندهم قول عمر؟ قلت: إنما هي رواية كما صحّ عندهم قول إبراهيم، فقال مالك: هؤلاء يُستتابون. [35]

امام صاحب اتباعِ کتاب وسنت کا درس دیا کرتے تھے:

قال معن بن عيسى: سمعت مالكا يقول: إنما أنا بشر أخطئ وأصيب، فانظروا في رأيي، فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوا به، وكل ما لم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه.

"معن بن عیسی بیان کرتے ہیں، امام مالک نے فرمایا: میں ایک انسان ہوں، جس سے درست کے ساتھ ساتھ غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ میرے موقف کو پرکھو، جو کتاب وسنت کے مطابق ہو، اس کو لو اور کتاب وسنت کے مخالف کو چھوڑ دو۔"[36]

امام صاحب بسا اوقات یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

وخير أمور الدين ما كان سنة وشر الأمور المحدثات البدائع

"بہترین دینی کام وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو اور بدترین وہ جو بدعات و خرافات پر مشتمل ہو۔ " [37]

## علمی مقام اور تعریف و توصیف

معن بن عیسی فرماتے ہیں کہ مالک ثقہ،ثبَت ،مامون ،پر ہیز گار، عالم و حجت تھے۔ [38]

امام شافعی ؒ فرماتے ہیں: "سنت و اثر میں مالک کی حیثیت ایک ستارے سی ہے،اگر مالک اور ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز علم سے محروم رہتا۔ مالک کو کسی حدیث میں ذرا شک ہوتا، تو مکمل طور پر اس سے کنارہ کشی کرلیتے۔ پھر فرمایا: "مالک میرے معلم


المذہب الظاہری · المذہب الزیدی ·
مذاہب آل البیت · مذہب الامامیہ ·
مذہب الاباضیہ ·

موضوعات

فقہاء · اصطلاحات فقہیہ · مراتب الفقہاء · مراتب الاجتہاد · مجتہد مطلق · مجتہد مستقل · فتوی · مفتی · کتب فقہ · کتب اصول الفقہ · الاحکام السلطانیہ · مقادیر شرعیہ · قوالب فقہ · قوالب فقہ · قوالب فقہ ·

العلوم الشرعیّہ

علم التفسیر
علم الحدیث
علم الفقہ
علم التوحید
العلوم الشرعیہ المساعدہ
علوم اللغہ العربیہ
علم اصول الفقہ
المناہج العلمیہ
البحوث العلمیّہ

انظر ایضا

علوم اسلامیہ ·

علوم القرآن · علوم الحدیث · الاشباہ والنظائر · فقہ · فقہ · فقہ · فقہ · فقہ · فقہ العبادات · طہارت · نماز · الزکات · الصیام · الحج والعمرہ · فقہ المعاملات · فقہ المواریث ·

الاصول

والقواعد ·

علم اصول الفقہ · ادلہ الفقہ · الاحکام الشرعیہ · فرض · فرض · کفایہ · المسنون · المکروہ · الحرام · سنہ مؤکدہ · المباح · الصحہ والبطلان · الالفاظ · الکتاب · السنہ · الاجماع · القیاس · الاجتہاد · قول الصحابی · القواعد الفقہیہ · الامور بمقاصدہا · تصنیف ·

ہیں، اُنہیں سے ہم نے علم حاصل کیا۔ “ راوی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی ، امام مالک  پر کسی کوبرتری دینے کے قائل نہ تھے۔
وہب بن خالد کا بیان ہے:
”مشرق و مغرب میں مالک سے بڑھ کر حدیثِ نبوی کا کوئی امین موجود نہیں۔“ [39]
ایک مشہور حدیث ہے : «يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الإِبِلِ يَطْلُبُونَ العِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ المَدِينَةِ.»
”لوگ علمی سیرابی کے لیے دور دراز کے سفر کریں گے، لیکن انھیں عالم مدینہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ملے گا۔“ [40]
سفیان بن عیینہ و عبد الرزاق فرماتے ہیں: ”یہاں عالم مدینہ سے مراد امام مالک بن انس ہیں۔“ [41]
ابن عیینہ یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ ”مالک سے بڑھ کر راویوں میں احتیاط کرنے والا اور ان کا علم رکھنے والا کوئی نہیں۔“ [42]
امام احمد سے پوچھا گیا کہ زہری کے تلامذہ میں روایتِ حدیث میں سب سے زیادہ پختہ کون ہے؟ فرمایا:
”مالک بن انس ، جو ہر چیز میں پختگی رکھتے ہیں۔“ [43]
حماد بن زید خود بہت بڑے محدث ہیں۔ امام مالک کی وفات کی خبر ملی، بے ساختہ گویا ہوئے:
” اللہٗ رحم کرے، اب ان جیسا کوئی نہیں رہا۔“ [44]
امام ابن حبان فرماتے ہیں: فقہاے مدینہ میں رواۃ کی جانچ پڑتال کی داغ بیل ڈالنے والے مالک ہیں، جنھوں نے صحیح وضعیف میں امتیاز کا منہج قائم کیا اور اسی کو امام شافعی نے آگے بڑھایا۔ [45]
امام نووی فرماتے ہیں: ”مالک کی امامت و جلالت، عظمت و سیادت، تبجیل و توقیر، حفظ و تثبت کے اقرار واعتراف اور حدیثِ رسول ﷺکی تعظیم پر تمام علما کا اتفاق و اتحاد ہے۔“ [46]
امام ذہبی کی وسعت مطالعہ امام کی شان میں نذرانۂ عقیدت یوں پیش کرتی ہے:
”امام مالک کو کچھ ایسی فضیلتیں حاصل ہوئی ہیں کہ میرے علم کی حد تک دیگر لوگ ان سے محروم رہے ہیں: ایک: طولِ عمر اور علو روایت۔ دوسرا :ذہنِ رسا وفہمِ عمیق اور وسعتِ علم۔ تیسرا :تمام علما کا ان کے حجت و صحیح الروایہ ہونے پر اتفاق۔ چوتھا: امام کی دیانت و عدالت اور اتباع سنت پر یک زبان ہونا۔ پانچواں :فقہ و فتویٰ اور اُصولِ استدلال میں ان کی مہارت کا اعتراف کرنا۔“ [47]

## ذریعہ معاش

کتبِ مناقب اور خبریں امام مالک کے ذریعہ معاش کے ذرائع کو واضح طور پر بیان نہیں کرتیں، لیکن کچھ مختلف خبریں ہیں جو ان کے رزق کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کرتی ہیں۔ غالباً امام مالک تجارت کرتے تھے، کیونکہ ان کے شاگرد ابن القاسم نے کہا: "امام مالک کے پاس چار سو دینار تھے جن سے وہ تجارت کرتے اور انھی سے ان کی روزمرہ کی زندگی چلتی تھی۔"

امام مالک خلفاء سے تحائف قبول کرتے تھے اور ان کے لیے ان تحائف کو لینے میں کوئی شک نہیں تھا، حالانکہ وہ دوسروں سے لینے میں احتیاط کرتے تھے۔ جب ان سے سلاطین سے تحائف لینے کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام مالک نے فرمایا: "خلفاء سے تو کوئی شک نہیں، یعنی ان سے لینا جائز ہے، لیکن جو ان سے کم ہوں، ان سے لینے میں کچھ احتیاط ہے۔" یہ بھی روایت ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک کو تین ہزار دینار دیے، تو لوگوں نے ان سے پوچھا: "یا ابا عبد الله، آپ تین ہزار دینار امیر المؤمنین سے


دراسات فقهيه

فروع الفقہ · فقہ العبادات · فقہ المعاملات · فقہ المواريث · فقہ الصيام · فقہ الزكاه · فقہ مقارن · فقہ القرآن · فقہ الحديث · فقہ الاولويات · فقہ · فقہ المريض · فقہ النفس · فقہ السلوک · فقہ السيره ·

مدارس ·

تاسيس المدارس الفقهيہ · فقہاء الصحابہ · فقہاء التابعين · مذاہب فقہيہ · الائمہ الاربعہ · ابو حنيفہ النعمان · مالک بن انس · محمد بن ادريس الشافعی · احمد بن حنبل · ائمہ مذاہب · سفيان الثوری · الليث بن سعد · الاوزاعی · داود الظاہری · زيد بن علی ·

جعفر الصادق ·
المذاہب الاربعہ ·

المذہب الحنفی · المذہب المالکی · المذہب الشافعی ·

المذہب الحنبلی ·
مذاہب فقہيہ اخری ·

المذہب الظاہری · المذہب الزيدی · مذاہب آل البيت · مذہب الاماميہ · مذہب الاباضيہ · فقہاء · مصطلحات فقہيہ · مراتب الفقہاء · مراتب الاجتہاد · مجتہد مطلق · مجتہد مستقل · فتوی · مفتی · کتب فقہ · کتب اصول الفقہ · الاحکام السلطانيہ · مقادير شرعيہ · قوالب فقہ · قوالب فقہ · قوالب فقہ ·

کتب فقہ

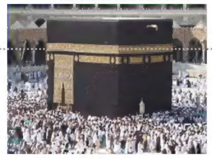
اعلام
کتب فقہ · کتب اصول الفقہ ·
[[:زمرہ:کتب]] · اعلام ·

تاريخ العلوم الشرعيہ

کیسے لے سکتے ہیں؟" امام مالک نے جواب دیا: "اگر وہ امامِ عدل ہوں اور اہلِ مروت کے ساتھ انصاف کریں تو مجھے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" امام مالک کے نزدیک یہ تحائف اس لیے جائز تھے کیونکہ وہ اہلِ مروت کے ساتھ انصاف کا حصہ سمجھتے تھے۔[48][49]

انظر ایضًا

العلوم الاسلامیہ
التاریخ الاسلامی
المذاہب الاربعہ
المذاہب الفقہیہ



باب اسلامی علوم

## حالات زندگی

آپ کے زمانہ میں بغداد میں عباسی خلفاء حکمران تھے۔ جس زمانہ میں امام ابو حنیفہ کوفہ میں تھے قریب قریب اسی زمانہ میں امام مالک مدینہ منورہ میں تھے۔ مدینہ شریف میں رہنے کی وجہ سے اپنے زمانے میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ انھوں نے حدیث کا ایک مجموعہ تالیف کیا جس کا نام موطا امام مالک تھا۔ امام مالک عشق رسول اور حب اہل بیت میں اس حد تک سرشار تھے کہ ساری عمر مدینہ منورہ میں بطریق احتیاط و ادب ننگے پاؤں پھرتے گزار دی ۔



"امام مالکؒ کے نام کی عربی خطاطی، جس کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی دعا لکھی گئی ہے۔

وہ بڑے دیانتدار اصول کے پکے اور مروت کرنے والے تھے۔ جو کوئی بھی انھیں تحفہ یا ہدیہ پیش کرتا وہ اسے لوگوں میں بانٹ دیتے۔ حق کی حمایت میں قید و بند اور کوڑے کھانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ مسئلہ خلق قرآن میں مامون الرشید اور اس کے جانشین نے آپ پر بے پناہ تشدد کیا لیکن آپ نے اپنی رائے تبدیل کرنے سے انکار کر دیا۔ ہارون الرشید نے ان سے درخواست کی کہ ان کے دونوں بیٹوں امین و مامون کو محل میں آکر حدیث پڑھا دیں مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ مجبوراً ہارون کو اپنے بیٹوں کو ان کے ہاں پڑھنے کے لیے بھیجنا پڑا۔ فقہ مالکی کا زیادہ رواج مغربی افریقہ اور اندلس میں ہوا۔ امام مالک کو امام ابو حنیفہ اور امام جعفر صادق سے بھی علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ نو سو شیوخ سے استفادہ حدیث فرمایا اور فتوی نہ دیا۔ یہاں تک کہ ستر اماموں نے گواہی دی اس امر کی وہ قابل ہیں افتا کے اور اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھیں اور سترہ برس کے سن میں درس حدیث شروع کیا اور جب حدیث پڑھانے بیٹھتے غسل کرتے اور خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور بڑے خشوع خضوع اور وقار سے بیٹھتے سفیان بن عیینہ نے کہا کہ رحم کرے-اللہ جل جلالہ مالک پر خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت کرتے تھے مگر ثقہ سے اور عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ امام مالک پر کسی کو مقدم نہیں کرتا ہوں میں صحت حدیث میں اور مالک امام ہیں حدیث اور سنت میں اور کافی ہے امام مالک کی فضیلیت کے واسطے یہ امر کہ امام شافعی ان کے شاگرد ہیں اور امام احمد ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمد جو شاگرد ہیں امام اعظم کے وہ بھی شاگرد ہیں امام مالک کے، امام شافعی نے کہا جب ذکر آئے عالموں کا تو مالک مثل ستارہ کے ہیں اور کسی کا احسان میرے اوپر علم خدا میں مالک سے زیادہ نہیں ہے اور کہا سفیان بن عیینہ نے مراد اس حدیث سے کہ قریب ہی لوگ سفر کریں گے واسطے طلب علم کے پھر نہ پائیں گے زیادہ جاننے والا کسی کو مدینہ کے عالم سے امام مالک ہیں اور اوزاعی جب امام مالک کا ذکر فرماتے تو کہتے کہ وہ عالم ہیں علما کے اور عالم ہیں اہل مدینہ کے اور مفتی ہیں حرمین شریفین کے اور ابن عیینہ کو جب امام مالک کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا نہ چھوڑا انھوں نے اپنا مثل زمین پر اور کہا کہ مالک حجت ہیں اپنے زمانے کی اور مالک چراغ ہیں اس امت کے جب امام مالک نے اس کتاب کو مرتب کیا اس وقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب نہ تھی بسوا کتاب اللہ کے اور موطا اس کا نام اس لیے ہوا کہ امام مالک نے اس کتاب کو ستر فقیہوں پر پیش کیا سب نے اس پر موافقت کی امام شافعی نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے بعد کتاب اللہ کے کوئی کتاب امام مالک کے موطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور ابن عربی نے کہا کہ موطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی اور ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو امام مالک سے روایت کیا۔ اب یہ جو نسخہ رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے جس سال امام مالک کی وفات ہوئی اسی سال یحییٰ بن یحیی نے موطا کو امام مالک سے حاصل کیا سب احادیث اور آثار موطا کے ایک ہزار ستائیس ہیں ان میں سے چھ سو حدیثیں مسند اور دو سو بائیس مرسل اور چھ سو تیرہ موقوف اور دو پچاسی تابعین کے اقوال ہیں وفات امام مالک کی اتوار کے روز دسویں ربیع الاول 179ھ میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ستاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک نوے برس کی۔عبد اللہ بن المبارک روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مالک رحمہ اللہ نے درسِ حدیث شروع کیا تواثناءِ درس میں آپ کا رنگ بار بار متغیر ہوجاتا تھا؛ مگرآپ نے نہ درسِ حدیث بند کیا نہ آپ سے حدیث کی روایت کرنے میں کسی قسم کی لغزش واقع ہوئی، فارغ ہونے کے بعد میں نے مزاجِ مبارک دریافت کیا توفرمایا کہ اثناءِ درس میں تقریباً دس بار بچھونے ڈنک مارا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ

صبر اپنی شجاعت واستقامت جتنے کے لیے نہیں کیا؛ بلکہ صرف حدیثِ پیغمبر کی تعظیم کے لیے کیا ہے۔ [50] یافعی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے عشق تھا؛ حتی کہ آپ اپنے ضعف وپیری کے باوجود مدینہ میں سوارنہ ہوتے اور فرمایا کرتے تھے جس شہر میں آپ کا جسدِ مبارک مدفون ہو اس میں، میں ہرگز سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ایک مرتبہ ہارون رشید مدینہ طیبہ آیا اس کویہ معلوم ہو چکا تھا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کتاب مؤطا تالیف فرمائی ہے اور آپ لوگوں کواُس کی تعلیم بھی دیتے ہیں، ہارون رشید نے اپنے وزیرجعفر برمکی کوآپ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ سلام عرض کریں اور یہ عرض کریں کہ آپ مؤطا لاکر مجھے سنادیں، برمکی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امیر المومنین کا سلام پہنچا کراس کی درخواست پیش کی، امام نے جواب دیا میرا اُن سے سلام کہنا اور کہدینا کہ علم خود کسی کے پاس نہیں آیا کرتا، لوگ اس کے پاس آیا کرتے ہیں، جعفر واپس آیا اور امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان عرض کر دیا، اتنے میں امام عالی مقام بھی خود تشریف لے آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے، ہارون رشید نے کہا: میں نے آپ کے پاس ایک پیغام بھیجا تھا آپ نے میرا حکم نہیں مانا؟ امام مالک رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ وہ روایت سنائی جس میں زید فرماتے ہیں کہ نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک میرے زانو پرتھا صرف کلمہ غیر اولیٰ المضرر نازل ہوا تھا کہ اس کے وزن سے میرا زانو چور چور ہوجانے کے قریب ہو گیا تھا، اس کے بعد فرمایا جس قرآن کا ایک حرف حضرت جبرئیل علیہ السلام پچاس ہزار سال کی مسافت سے لے کر آئے ہوں (حضرت استاد مرحوم فرماتے تھے کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی مسافت کا پچاس ہزار سال کی مدت ہونا ائمہ کے درمیان بھی مشہور تھا) کیا میرے لیے زیبا نہیں کہ میں بھی اس کی عزت واحترام کروں، اللہ تعالیٰ نے آپ کوعزت وبادشاہت سے نوازا ہے؛ اگرسب سے پہلے آپ ہی اس علم کی مٹی خراب کریں گے توخطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں آپ کی عزت برباد نہ کر دے، یہ سن کروہ مؤطا سننے کے لیے آپ کے ساتھ ہو گیا، امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ساتھ اس کومسند پربٹھالیا، جب مؤطا پڑھنے کا ارادہ کیا تواس نے کہا: آپ ہی مجھے پڑھ کرسنائیے، امام نے فرمایا: عرصہ ہوا میں خود پڑھ کرسنانا چھوڑچکا ہوں اس نے کہا اچھا تواور لوگوں کوباہرہی نکال دیجئے تاکہ میں خود آپ کوسنادوں، امام نے فرمایا علم کی خاصیت یہ ہے کہ اگرخاص لوگوں کی رعایت سے عام لوگوں کواس سے محروم کر دیا جاتا ہے توپھرخواص کوبھی اس سے نفع نہیں ہوتا، اس کے بعد آپ نے معن بن عیسیٰ کوحکم دیا کہ وہ قرأت شروع کر دیں، جب انھوں نے قرأت شروع کی توامام نے ہارون رشید سے کہا: اے امیر المومنین! اس شہر میں اہلِ علم کا دستور یہ ہے کہ وہ علم کے لیے تواضع کرنا پسند کرتے ہیں، ہارون یہ سن کرمسندسے اُترآیا اور سامنے آبیٹھا اور مؤطا سننے لگا۔ایک مرتبہ جعفر بن سلیمان سے کسی نے شکایت کردی کہ امام صاحب آپ کی خلافت کے مخالف ہیں، اس نے آپ کے سترکوڑے لگانے کا حکم دیدیا، اس کے بعد آپ کی عزت اور بڑھتی گئی گویا یہ کوڑے، آپ کا زیور بن گئے، منصور جب مدینہ آیا تواس نے انتقام لینے کا ارادہ کیا، امام مالک رحمہ اللہ نے قسم کھا کرفرمایا میں تواس کا ایک ایک کوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی خاطر معاف کرچکا ہوں، مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ سزا آپ کواس جرم میں دی گئی تھی کہ آپ نے کوئی فتویٰ ان کی غرض کے موافق نہیں دیا تھا۔ [51] ذہبی کا بیان ہے پانچ باتیں جیسی امام مالک رحمہ اللہ کے حق میں جمع ہو گئی ہیں، میرے علم میں کسی اور شخص میں جمع نہیں ہوئیں: (1)اتنی دراز عمراور ایسی عالی مسند (2)ایسی عمدہ فہم اور اتنا وسیع علم (3)آپ کے حجت اور صحیح الروایۃ ہونے پرائمہ کا اتفاق (4)آپ کی عدالت، اتباعِ سنت اور دینداری پرمحدثین کا اتفاق (5)فقہ اور فتویٰ میں آپ کی مسلمہ مہارت۔ [52] ائمہ اربعہ میں صرف ایک آپ ہیں جن کی تصنیف فنِ حدیث کے متعلق امت کے ہاتھ میں موجود ہے، بقیہ جوتصانیف دوسرے ائمہ کی طرف منسوب ہیں وہ ان کے شاگردوں کی جمع کردہ ہیں؛ حتی کہ مسند امام احمد بھی گواس کی تسوید خود امام موصوف نے کی ہے؛ مگراس کی موجودہ ترتیب خود امام کی نہیں ہے۔ [53] ہارون رشید کے نام بیس صفحات پرآپ کا جوخط ہے قابل دید ہے، افسوس ہے کہ یہاں اس کا خلاصہ بھی درج نہیں کیا جا سکتا اور جوخود ہی خلاصہ ہو اُس کا خلاصہ اور کیا کیا جا سکتا ہے، مطرف بن عبد اللہ منجملہ آپ کے نصیحت آمیز کلمات کے نقل کرتے ہیں کہ بیکار اور غلط باتوں کے پاس پھٹکنا بربادی ہے، غلط بات زبان پرلانا سچائی سے دوری کی بنیاد ہے؛ اگرانسان کا دین ومروت بگڑنے لگے تودنیا بہت بھی جمع ہوجائے؛ پھربھی کس کام کی ہے، ابن وہب کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ علم آئندہ اور گھٹے گا بڑھے گا نہیں اور ہمیشہ انبیا علیہ السلام اور کتب سماویہ کے نزول کے بعد گھٹا ہی کرتا ہے، سلف میں علم ہدایت کے علوم ہی کا نام تھا، اس لحاظ سے اس مقولہ کے صدق میں کیا تردد ہے۔ [54] قعبنی نقل کرتے ہیں کہ میں مرض الوفات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کرکے بیٹھ گیا دیکھا توامام رو رہے تھے، میں نے سبب دریافت کیا توفرمایا کیسے نہ روؤں اور مجھ سے زیادہ رونے کا اور کون مستحق ہو سکتا ہے؟ میری آرزو ہے کہ جومسئلہ بھی میں نے اپنی رائے سے بتایا ہے ہرمسئلہ کے بدلہ میرے ایک کوڑا مارا جائے، کاش میں نے اپنی رائے سے ایک مسئلہ بھی نہ بتایا ہوتا، مجھے گنجائش تھی کہ اس کے جوجوابات مجھ سے پہلے دیے جاچکے تھے انھی پرسکوت کرلیتا، ماہِ ربیع الاوّل میں آپ کا انتقال ہوا اور جس تمنا میں عمرگذاری تھی آخروہ پوری ہوئی یعنی دیارِ حبیب کی خاک پاک نے ہمیشہ کے لیے آپ کواپنی آغوش میں لے لیا، آپ سرزمینِ مدینہ ہی میں آسودۂ خواب ہیں۔

## حدیث کی سنہری سند

امام مالک رحمۃ اللہؒ علیہ کے راویوں کا سلسلہ سب سے زیادہ مستند سمجھا جاتا تھا اور اسے سلسلتہ الذہب یا "راویوں کا سنہری سلسلہ" کہا جاتا تھا جس میں محمد بخاری سمیت مشہور تمام محدثین نے فرمایا تھا۔[55] روایت کی سنہری زنجیر (یعنی جسے تمام محدثین سب سے زیادہ مستند سند سمجھتے ہیں) امام مالک کی سند پر مشتمل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ ، نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہ براہ راست محمد رسول اللہؒ صلی اللہؒ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں۔اس کو روایات کی سنہری سند کہا جاتا ہے۔[56] یہ سند محدثین کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر، قوی اور بے غبار اسناد میں سے شمار ہوتی ہے۔

## علم الٰہیات

عبد الغنی الدقر کے مطابق امام مالک علم الٰہیات کے مباحث سے سب سے زیادہ فاصلے پر تھے، مگر وہ انہی مباحث کی باریکیاں اور نکات میں سب سے زیادہ مہارت رکھتے تھے، بغیر اس کے کہ وہ ان کے نظریات کو قبول کرتے۔ دوسری جانب، جی۔ ایف۔ حداد کہتے ہیں کہ مالک علم الٰہیات سے مکمل طور پر کنارہ نہیں کشید کرتے تھے؛ بلکہ وہ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ امام مالک نے علم الٰہیات کے ماہر، ابن حرموظ کے زیرِ تربیت، تیرہ سے سولہ سال تک محنت و غور کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ واللہ اعلم [59]



PERF نمبر 731، مالک کی موطا کا قدیم ترین نسخہ، جو اس کے اپنے وقت کا ہے۔ ریکٹو (بائیں) میں باب الترغیب فی صدقہ، 795 عیسوی کے مندرجات ہیں۔[57][58]

## بشریات

الہیات کے میدان میں امام مالک کی منفرد خدمات خاص طور پر یہ ہے کہ وہ بشریت کے سخت مخالف تھے، [59]] اور خدا کی صفات کا موازنہ کرنا مضحکہ خیز سمجھتے تھے، جو "انسانی تصویر" میں دی گئی تھیں جیسے کہ خدا کے "ہاتھ" یا "آنکھیں" انسان کی آنکھوں کے ساتھ تشبیہ دینا وغیرہ۔[59] مثال کے طور پر، جب ایک شخص نے امام مالک رحمہ اللہؒ علیہ سے قرآن مجید کی آیت:

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی سورہ طہ آیت۔﴿5﴾

وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرمائے ہوئے ہے ۔

کے معنی کے بارے میں پوچھا، "رحمن نے اپنے آپ کو عرش پر قائم کیا" "امام مالک پر کسی چیز نے اتنا اثر نہیں کیا جتنا کہ اس آدمی کے سوال نے ،" اور فقیہ نے بڑے جوش سے جواب دیا: " اس کا 'کیسا' ناقابل فہم ہے ، اس کا 'قیام' حصہ معلوم ہے ، اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے۔(تمام اہل سنت مسلمانوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہؒ تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔)" [60][61]

## ایمان کی فطرت

جب امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے ایمان کی نوعیت کے بارے میں پوچھا گیا تو امام مالک نے اس کی تعریف "گفتار اور اعمال" (قولون وعمل) سے کی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہؒ علیہ ایمان اور اعمال کی علیحدگی کے سخت خلاف تھے۔[62]

## تصوف

کئی ابتدائی روایات کی بنیاد پر، یہ واضح ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے ابتدائی صوفیوں اور ان کے طریقوں کو بہت زیادہ اہمیت دی تھی۔[63]مزید یہ کہ امام مالک صوفیانہ علم کی "باطنی سائنس" ('علم الباطن) کو فقہ کی "ظاہری سائنس" کے ساتھ ملانے کے مضبوط حامی تھے۔[63]مثال کے طور پر، بارہویں صدی کے مشہور مالکی فقیہ اور جج قاضی عیاض ، جس کی جزیرہ نما آئبیرین والے ان کی ایک بزرگ کے طور پر تعظیم کرتے تھے، انھوں نے ایک روایت بیان کی جس میں ایک شخص نے امام مالک سے "باطنی سائنس میں کسی چیز کے بارے میں" پوچھا، جس پر امام مالک نے جواب دیا: "واقعی۔ باطنی سائنس کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ظاہری علوم کو جانتا ہے، جب وہ ظاہری سائنس کو جانتا ہے اور اسے عملی جامہ پہناتا ہے تو خدا اس کے لیے باطنی علوم کو کھول دیتا ہے - اور یہ اس کے دل کے کھلنے اور اس کی روشنی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ "[64] اگرچہ چند روایات یہ بتاتی ہیں کہ امام مالک، اگرچہ مجموعی طور پر تصوف کے مخالف نہیں تھے، تاہم اس کے باوجود گروہی ذکر کے خاص طور پر مخالف تھے، اس طرح کی روایات کو ان کے سلسلہ میں منکر یا "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔ [65] مزید برآں، یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ان خبروں میں سے کوئی بھی جن میں سے تمام قریب میں ہونے والے گروپ ذکر کی ایک مثال کے بارے میں بتائے جانے پر ملک کے ناپسندیدہ تفریح کا تعلق ہے - واضح طور پر اس عمل کی کسی قسم کی ناپسندیدگی کو ظاہر کرتا ہے، بلکہ "کچھ" کی تنقید کے طور پر کام کرتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے زمانے میں صوفیوں کے لیے گذرے ہیں جنھوں نے بظاہر مقدس قانون کی کچھ زیادتیوں یا خلاف ورزیوں کا ارتکاب کیا ہے۔" چونکہ ان کی نشریات کی دونوں زنجیریں کمزور ہیں اور ان کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہیں جو امام مالک کی دوسری جگہوں پر ہے، روایات کو رد کیا جاتا ہے۔ بہت سے علما، اگرچہ تصوف کے آخری دور کے ناقدین کبھی کبھار اپنے موقف کی تائید میں ان کا حوالہ دیتے ہیں امام مالک اس کی نفعی کرتے ہیں ۔[65] .[65]

## محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

امام مالک رحمہ اللہ علیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کو ہر مسلمان کے لیے اہم سمجھتے تھے۔ روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے، جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے دور رہا وہ ہلاک ہو گیا۔"[66]

## اختلاف رائے

امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ عالم امام مالک نے علمائے کرام کے درمیان اختلاف رائے کو خدا کی طرف سے اسلامی برادری کے لیے رحمت قرار دیا تھا۔[67] یہاں تک کہ "امام مالک کے زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جنھوں نے ایک متفقہ مذہب اور سنی مکاتب فکر کے درمیان تمام اختلافات کو دور کرنے کے خیال کو آگے بڑھایا،"اس کے ساتھ "متواتر تین خلفاء" نے "امام مالک رحمہ اللہ کے مکتب کو پورے ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ اپنے وقت کی اسلامی دنیا پر، لیکن "امام مالک نے ہر بار اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا... آپ کے نزدیک فقہا کے درمیان اختلاف رائے" لوگوں کے لیے "رحمت" ہے۔[68] جب دوسرے عباسی خلیفہ المنصور نے امام مالک سے کہا: "میں اس علم کو یکجا کرنا چاہتا ہوں، میں فوج کے سربراہوں اور حکمرانوں کو خط لکھوں گا تاکہ وہ اسے قانون بنائیں اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزائے موت دی جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا: "مؤمنین کے سردار، ایک اور طریقہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں موجود تھے، آپ فوج بھیجتے تھے یا خود روانہ ہوتے تھے اور آپ نے بہت سی زمینیں فتح نہیں کیں جب تک کہ اللہ تعالی اس کی روح واپس لے لی، پھر ابوبکرؓ اٹھے اور انھوں نے بھی بہت سی زمینیں فتح نہ کیں، پھر ان دونوں کے بعد عمرؓ اٹھے اور بہت سی زمینیں ان کے ہاتھوں فتح ہوئیں، اس کے نتیجے میں انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں علم سیکھانے کے لیے باہر بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔صحابہ کرام سے علم سیکھنے کے بعد بھی وہ لوگ اختلاف کرنے سے باز نہیں آئے، اب اگر آپ جائیں اور ان کو ان چیزوں سے تبدیل کریں جو وہ جانتے ہیں اور جو وہ نہیں جانتے تو انتشار پھیلے گا اور وہ لوگ اسے کفر سمجھیں گے۔ ہر ملک کے لوگ کے پاس کچھ علمی دلائل ہوتے ہیں لازمی نہیں کہ ہم اپنے دلائل ان پر مسلط کر دیں۔"[69] ایک اور روایت کے مطابق المنصور نے بعض اہم سوالات کے جوابات مالک سے سننے کے بعد کہا: ”میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی تصانیف کو نقل کر کے روئے زمین کے ہر مسلمان خطہ تک پہنچایا جائے، تاکہ ان پر خصوصی طور پر عمل کیا جائے۔ وہ بدعات کو چھوڑ دیں گے اور صرف اسی علم کو رکھیں گے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ علم کا سرچشمہ مدینہ کی روایت اور اس کے علما کا علم ہے۔ : "امام مالک نے فرمایا :مؤمنین کے سردار، مت کرو کیونکہ لوگ پہلے ہی مختلف مقامات سن چکے ہیں، حدیثیں اور

متعلقہ احادیث سن چکے ہیں، ہر گروہ نے جو کچھ ان کے پاس آیا اسے لے کر انھوں نے عمل میں لایا، جب کہ کچھ لوگوں نے اختلاف کیا۔ جس چیز کا وہ دعویٰ کرتے رہے ہیں اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے ورنہ تباہی کا باعث بنے گا۔ لہذا لوگوں کو چھوڑ دو کہ وہ جس مکتب کی پیروی کرتے ہیں اور جس کو ہر ملک کے لوگوں نے اپنے لیے منتخب کیا ہوا ہے۔"[70]

## علم کی حدود کو جاننا

امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا یہ قول مشہور ہے کہ: "عالم کی کیا ڈھال ہے: عالم کی ڈھال ہے 'میں نہیں جانتا۔' اگر اس نے اس میں کوتاہی کی تو اسے جان لیوا دھچکا لگے گا۔" [71] دوسری جگہ خالد بن خداش کا قول ہے: "میں نے عراق سے سارا سفر طے کیا تاکہ امام مالک رحمہ اللہ سے تقریباً چالیس سوالوں کے جواب مل سکیں، آپ نے پانچ سوالوں کے سوا مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ انھوں نے کہا: ابن عجلان کہتے تھے: اگر عالم 'میں نہیں جانتا' کو نظر انداز کرے گا تو اسے ایک جان لیوا ضرب لگے گی۔"[71] اسی طرح الہیثم بن جمیل کہتے ہیں: "میں نے امام مالک بن انس سے چالیس سوال کیے ہوئے۔آپ نے آٹھ سوالوں کے سوا ، بتیس(32) کا جواب دیا: 'میں نہیں جانتا'۔" [71] بعد میں، امام مالک کے شاگرد ، ابن وہب، بیان کرتے ہیں: "میں نے عبد اللہ بن یزید ابن ہرمز کو کہتے سنا: ' علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والوں میں 'میں نہیں جانتا' کا جملہ ڈالیں جب تک کہ یہ ان کے سامنے ایک بنیادی اصول نہ بن جائے اور وہ خطرے سے اس کی پناہ مانگیں۔"[71]

## مذہبی اختلاف

امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مذہب کے معاملات میں جھگڑے کو ناپسند کرتے تھے اور آپ فرماتے ہیں کہ: "دین میں جھگڑا (الجدال) خود نمائی کو فروغ دیتا ہے، دل کے نور کو ختم کر دیتا ہے اور اسے سخت کر دیتا ہے اور بے مقصد بھٹکنے کو جنم دیتا ہے۔"[72] لہذا، امام مالک کی طرف سے غیر ضروری دلیل کو ناپسند کیا گیا اور انھوں نے مذہبی معاملات کے بارے میں عام طور پر خاموش رہنے کا درس دیا ہے جب تک کہ وہ خود کو "گمراہی کے پھیلاؤ یا کسی ایسے ہی خطرے" کے خوف سے بولنے کا پابند محسوس نہ کریں۔[73]

## مونچھیں مونڈنا

موطا میں،امام مالک رحمہ اللہؒ علیہ لکھتے ہیں: "مونچھیں مونڈنا بدعت ہے۔" [74] دوسری جگہ لکھا ہے کہ وہ مونچھیں منڈوانے کو "نفرت اور مذمت" کرتے تھے اور مزید یہ کہ "داڑھی کی حد سے زیادہ لمبائی کو ناپسند کرتے تھے"۔ [74] جب کہ کئی دوسرے علما نے مونچھوں کے تراشنے (قس) اور ہٹانے (احفاظ) دونوں کو سنت قرار دیا، امام مالک رحمہ اللہ نے صرف سابقہ کو صحیح معنوں میں پیغمبرانہ طور پر مشروع قرار دیا اور مؤخر الذکر کو ایک ناقابل فہم بدعت قرار دیا (امام مالک کی اس سے مراد بالکل مونچھیں مونڈ دینا بدعت ہے چھوٹا کرانا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی سنت ہے)۔[74]

## حلیہ

امام مالکؒ بلند قامت، مضبوط جسم، سرخی مائل سفید رنگ، نیلی آنکھوں اور دلکش خدوخال کے مالک تھے۔ ان کی داڑھی بڑی اور گھنی تھی، مونچھوں کے کنارے تراشتے مگر مکمل نہ منڈواتے اور خضاب نہیں کرتے تھے۔ فرماتے: "مجھے حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ بھی خضاب نہیں کرتے تھے۔" [74]مزید برآں، یہ بھی آپ کے متعلق ہے کہ "آپ ہمیشہ خوبصورت لباس پہنتے تھے، خاص طور پر آپ سفید لباس پہنتے تھے۔"[74]امام مالکؒ اپنے لباس کا خاص خیال رکھتے تھے اور اسے علم کی توقیر اور عالم کی رفعت کا حصہ سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے: "عالم کی مروت یہ ہے کہ وہ عمدہ لباس پہنے اور مکمل زیب و زینت کے ساتھ نظر آئے، حتیٰ کہ اچھی پگڑی بھی باندھے۔"[75][76][77][78] آپ ہمیشہ اعلیٰ اور خوبصورت لباس پہنتے۔ زبیری بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ عدنی، خراسانی اور مصری عمدہ سفید لباس زیب تن کرتے اور بہترین خوشبو استعمال کرتے۔ آپ فرماتے: "اللہ کی نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہونا چاہیے اور قاری کے لیے سفید لباس پسند کرتا ہوں۔"[79][80]

### فقہ مالکی

امام مالک رحمہ اللہ کی فقہ میں اہلِ مدینہ کے تعامل کوخاص اہمیت حاصل ہے، اُن کے نزدیک مدینہ مہبطِ وحی ہے، اس کا تعامل حجت ہونا چاہیے، حافظ ابو عمر دراوردی سے نقل کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ جب یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر کا عمل اسی مسئلہ پر دیکھا ہے تو اُس سے اُن کی مراد ربیعۃ بن ابی عبد الرحمٰن اور ابن ہرمز ہوتے ہیں۔ [81] فقہ مالکی کا زیادہ چرچا اہلِ مغرب اور اندلس میں ہے، ابنِ خلدون اس کی وجہ یہ لکھتا ہے کہ اہلِ مغرب اور اندلس کا سفر اکثر حجاز ہی کی جانب ہوا کرتا تھا اس زمانہ میں مدینہ طیبہ علم کا گھوارہ بن رہا تھا؛ یہیں سے نکل کرعلم عراق پہنچا ہے، ان کے راستہ میں عراق نہ پڑتا تھا اس لیے ان کے علم کا ماخذ صرف علماِ مدینہ تھے، علماِ مدینہ میں امام مالک رحمہ اللہ کا رتبہ معلوم ہے اس لیے مغرب اور اندلس کے اصحاب کا علم امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور اُن کے بعد اُن کے تلامذہ میں منحصر ہو گیا تھا، انھی کے وہ مقلد تھے
۔

## وفات

امام مالک رحمہ اللہ علیہ کی وفات 83 یا 84 سال کی عمر میں بروز اتوار 14 ربیع الاول 179ھ بمطابق 7 جون 795ء عیسوی میں مدینہ میں ہوئی اور مسجد نبوی کے سامنے البقیع کے قبرستان میں دفن ہیں۔ اگرچہ قرون وسطیٰ کے اواخر میں آپ کی قبر مبارک کے ارد گرد ایک چھوٹا سا مزار تعمیر کیا گیا تھا، جس میں بہت سے مسلمان ان کی تعظیم کے لیے وہاں جاتے تھے، لیکن سعودی عرب کی بادشاہت نے اس کی بہت سی روایتی اسلامی ورثے کو منہدم کرنے کی مہم کے دوران اس تعمیر کو زمین بوس کر دیا تھا۔[82] 1932ء میں مملکت کے قیام کے بعد کے مقامات۔ امام مالک کے آخری الفاظ اسماعیل بن ابی اویس روایت کرتے ہیں کہ جب امام مالک بیمار ہو گئے تو میں نے ان لوگوں سے جو آپ کی وفات کے وقت وہاں موجود تھے ، پوچھا کہ آپ نے موت کے وقت کیا کہا تھا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے ایمان کی گواہی پڑھی(کلمہ شہادت)۔ پھر آپ نے تلاوت کی:



امام مالک کی آخری آرام گاہ جنت البقیع ، قبرستان، مدینہ

> " إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ " 'ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'

[83] مکہ اور مدینہ کے عباسی گورنر عبداللہ الزینبی نے 795ء میں امام مالک بن انس کے جنازے کی امامت کی۔[84]

### قوت حافظہ

امام مالکؒ کی قوتِ حفظ کا یہ عالم تھا کہ جب وہ کسی بات کو سنتے تو پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ سنتے اور اسے مکمل طور پر یاد کر لیتے۔ یہاں تک کہ وہ ایک مجلس میں ایک ہی مرتبہ 40 سے زائد احادیث سن لیتے اور اگلے دن وہی احادیث، بغیر کسی کمی یا بھول چوک کے، اس شخص کے سامنے دہراتے جس سے انھوں نے سنیں، جیسے ابن شہاب زہری۔ اس پر زہری نے کہا: "تم علم کے خزانوں میں سے ہو اور یقیناً تم علم کے لیے بہترین امین ہو۔"[85] امام مالکؒ خود فرماتے ہیں: "لوگوں کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔ میں سعید بن مسیب، عروہ، قاسم، ابو سلمہ، حمید، سالم (اور دیگر اساتذہ کا ذکر کرتے) کے پاس جاتا، ہر ایک سے پچاس سے سو احادیث سنتا اور واپسی پر سب کچھ یاد رکھتا، بغیر کسی حدیث کو دوسری کے ساتھ ملائے۔"[86]

### صبر

امام مالکؒ صبر و استقامت کے پیکر تھے، علم کے لیے انھوں نے ہر مشقت گوارا کی اور تنگدستی میں گھر کی چھت کی لکڑیاں تک فروخت کر ڈالیں۔ وہ سخت گرمی میں علما کے دروازوں پر کھڑے رہتے، ان کے نکلنے کا انتظار کرتے اور سخت سردی میں استاد کے دروازے پر بیٹھ کر علم حاصل کرتے۔ فرمایا کرتے: "علم کا طالب اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک فقر کو

گلے نہ لگائے اور ہر حال میں علم کو مقدم نہ رکھے۔"[87] آپ شاگردوں کو علم کے لیے صبر و مشقت کی تلقین کرتے اور اپنی ذات پر وہ قیود عائد کرتے جو دوسروں کے لیے لازم نہ تھیں۔ آپ کا قول تھا: "حقیقی عالم وہ ہے جو اپنی ذات کے لیے ان امور سے اجتناب کرے جن کا ترک واجب نہ ہو، مگر احتیاط کے پیش نظر انھیں چھوڑ دے۔"[88]

## فہم و فراست

امام مالکؒ غیر معمولی فراست کے مالک تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "جب میں مدینہ پہنچا اور امام مالکؒ سے ملاقات ہوئی، تو انھوں نے میری بات سن کر کچھ دیر مجھے دیکھا اور اپنی فراست سے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: محمد۔ تو فرمایا: اے محمد! اللہ سے ڈرو اور گناہوں سے بچو، کیونکہ تمھارا بڑا مقام ہوگا۔" ایک شاگرد کا کہنا ہے: "امام مالکؒ کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی تھی۔"[89]

## ہیبت و وقار


رسم تخيلي للإمام مالك بن أنس

امام مالکؒ کا رعب و وقار اتنا شدید تھا کہ آپ کی محفل میں داخل ہونے والا شخص بھی آپ کی عظمت سے متاثر ہو کر خاموشی اختیار کرتا۔ آپ کے شاگرد، حتیٰ کہ حکام و خلفاء بھی آپ کے سامنے عاجزی دکھاتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر المنصور نے امام مالکؒ کے ساتھ مجلس کی، تو اس دوران خلیفہ کے بیٹے کی موجودگی میں آپ کی رعب دار شخصیت نے اسے خوف زدہ کر دیا اور خلیفہ نے خود کہا: "یہ میرا بیٹا ہے، لیکن تمھاری عظمت سے وہ خوف محسوس کرتا ہے۔" خلیفہ مہدی کے دربار میں بھی آپ کی عزت و احترام کا یہی عالم تھا۔ جب امام مالکؒ دربار میں آئے، تو لوگوں نے خود ہی آپ کے لیے جگہ خالی کی اور خلیفہ نے اپنی نشست کا کچھ حصہ آپ کے لیے چھوڑ دیا۔ امام مالکؒ کی یہ وقار اور رعب حکمرانوں اور عام لوگوں کے درمیان ایک منفرد مقام رکھتا تھا اور ان کا مجلسِ علم سلطانوں سے بھی زیادہ مؤثر تھا۔ ابن ماجشون نے فرمایا: "میں نے خلیفہ مہدی سے ملاقات کی، مگر امام مالکؒ کی عظمت کے سامنے مجھے ویسا رعب کبھی نہیں محسوس ہوا۔" اسی طرح سعید بن ابی مریم نے کہا: "امام مالکؒ کی ہیبت سلطان سے زیادہ اثر رکھتی تھی۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام مالکؒ کا علمی مقام اور اخلاقی عظمت ان کے زمانے کے حکمرانوں سے بھی بلند تھی اور ان کا رعب علمی و روحانی تھا، جو کسی بھی دنیوی منصب سے ماورا تھا۔ [90][91]

## آزمائش اور صبر وثبات

کئی ایک جلیل القدر علما کلمہ حق کہنے کی پاداش میں وقت کے حکمرانوں کے زیر عتاب رہے، امام مالک بھی انھیں میں سے ایک ہیں۔جبری طلاق نہیں ہوتی، امام مالک کا مشہور فتویٰ ہے۔ یہ حاکم وقت کو پسند نہیں تھا، جس کے سبب امام صاحب کو بہت مشقت و اذیت کا سامنا کرنا پڑا، اس واقعہ کی تمام تفصیلات قاضی عیاض نے ترتیب المدارك (130,2)میں ذکر کی ہیں۔ حافظ عبد اللہؒ محدث روپڑی نے اس کا ذکر اپنی کتاب ’حکومت اور علماے ربانی‘(ص 25تا29) میں بھی کیا ہے، وہیں سے خلاصۃً اسے یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

’’اگر کسی مرد سے زبردستی یاڈرا دھمکا کر (قتل وغیرہ کا خوف دلا کر) اس کی عورت سے طلاق حاصل کرلی جائے تو ایسی طلاق بالکل حق وصواب اور جائز و صحیح ہے۔‘‘

جب یہ فتویٰ امام دار الهجرةکے روبرو پیش ہوا تو آپ نے «لا طلاق ولا عتاق في إغلاق» والی حدیث کے پیش نظر علیٰ الاعلان اس کی تردید و تکذیب کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ "طلاق المكرَه ليس بشيء" یعنی جبر و اکراہ سے حاصل کردہ طلاق بالکل لغو وباطل ہے۔ ایسی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا ویسے ہی حرام و ناجائز ہے جیسا کہ عام منکوحہ عورتوں سے شریعت نے حرام و ناجائز قرار دے دیا ہے۔ [92] نہ صرف یہ بلکہ عالم مدینہ اس حدیث سے یہ فتوی بھی دیتے جس طرح طلاق المکرہ غلط وباطل ہے، ویسے ہی بزور شمشیر بیعتِ خلافت حاصل کرنے والے خلیفہ کی بیعت بھی شرعاً جائز و صحیح نہیں۔ اور منصور کی بیعتِ خلافت چونکہ جبر و اکراہ پر مبنی تھی، اس لیے عالم مدینہ کے دونوں اعلانات بظاہر حکومت کو کھلا چیلنج

تھے اور اس طرفہ پر طرہ یہ ہوا کہ ان دنوں مدینہ منورہ کا گورنر جعفر بن سلیمان تھا جو منصور عباسی کا چچا زاد بھائی تھا۔ جب دونوں اعلانات اس نے سنے تو شاہی قرابت اور حکومت کے نشہ سے سرشار اس نے امام صاحب کو انتباہی نوٹس دیا کہ اپنے فتویٰ سے رجوع کریں یا کم ازکم آئندہ ایسا فتوی نہ دیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا وجود ہی فطرتاً کتاب وسنت کی نشر و اشاعت کے لیے مختص تھا، بنابریں آپ نے گورنر جعفر بن سلیمان کے انتباہی نوٹس کی ایک ذرہ پروا نہ کی، بلکہ مزید جوش و خروش سے ردّو تردید کرتے ہوئے کھلم کھلا اعلان کرتے رہے: طلاق المکره لیس بشيء یعنی جبر و اکراہ سے حاصل کردہ طلاق غلط وباطل ہے۔ جعفر شاہی آرڈر کی توہین دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور پولیس کو حکم دیا کہ امام صاحب کو اخلاقی مجرم کی حیثیت سے انتہائی ذلیل کن حالت میں پیش کیا جائے۔ امام صاحب کو لایاگیا، جعفر نے اپنا مطالبہ دہرایا۔ امام صاحب نے پھر اسی شان سے اسے ٹھکرادیا اور فرمایا: اگر تمھارے مفتیوں کے پاس کوئی نص قطعی موجود ہے تو پیش کرو، ورنہ ہم فتویٰ کو واپس لینے یا اس سے باز رہنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ والی مدینہ نے زچ ہو کر امام صاحب کو مار پیٹ کا حکم دے دیا۔ امام صاحب کوڑوں کی ضرب سے چلانے کی بجائے طلاق المکره لیس بشيء کے نعرے بلند کرتے جاتے۔ اپنی خفت و ندامت کو مٹانے کے لیے ظالم وقت نے حکم دیا کہ اس باغی کا منہ کالا کرکے پورے شہر میں گھمایاجائے۔ امام صاحب وہاں بھی سر عام یوں فرمانے لگے: ”مجھے جاننے والے تو خوب جانتے ہیں، جو نہیں جانتا وہ سن لے کہ میں مالک بن انس اصبحی ہوں اور ڈنکے کی چوٹ کہتاہوں کہ جبرو اکراہ کی طلاق کی کوئی حیثیت نہیں۔ “والی مدینہ کوخبر کی گئی کہ تم نے امام کو ذلیل و رسوا کرنے کا پلان کیا تھا، لیکن امام اُلٹا حکومت کے ظلم وغصب کی داستان گلی کوچوں میں بیان کر رہے ہیں، تو والی مدینہ نے کہا کہ امام صاحب کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ حکومتی کارندوں سے خلاصی پاتے ہی امام صاحب مسجدِ نبوی گئے وہاں بطورِ شکرانہ دوگانہ ادا کیا۔خلیفہ منصور کو جب یہ صورت حال پہنچی تو بہت برہم ہوا اور والی مدینہ جعفر کو کہلا بھیجا کہ تمھاری بیوقوفی کی یہ سزا ہے کہ ابھی فورا گدھے پر سوار ہو کردار الخلافہ بغداد حاضری دو، خلیفہ منصور نے جعفر بن سلیمان کو معزول کر دیا اور خود مدینہ حاضری دے کر امام صاحب سے معذرت خواہ ہوا ۔ یہ تھا وقت کے امام ہمام مالک بن انس کا وقت کے حکمران سے تعامل، ان کی شجاعت و بہادی اور کلمہ حق سے دین کا سر بلند ہوا اور وقت کے حکمران کو ذلت وپستی کا سامنا کرنا پڑا۔

## تصانیف

امام مالک رحمہ اللہ علیہ کی دو بڑی تصانیف ہیں:

- (1) مؤطا امام مالک تقریباً سنہری اسناد کے ساتھ احادیث کا مجموعوں ۔
- (2)المدوانۃ الکبریٰ ، جسے سہنون بن سعید بن حبیب التنوخی (م776ء--854ء) نے امام مالک رحمہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد لکھا ہے۔

## الموطأ

تفصیلی مضمون کے لیے **موطأ امام مالک** ملاحظہ کریں۔

امام مالک کی تصنیف الموطأ حدیث کی ابتدائی اور مشہور ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ اپنی ترتیب، طرزِ تحریر، اجتہاد اور روایت میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اس میں حدیث اور فقہ دونوں کو یکجا کیا گیا ہے اور اپنے زمانے میں یہ سب سے مستند اور قدیم ترین ماخذ سمجھی جاتی تھی۔

- قاضی عیاض فرماتے ہیں:

> "فقہ اور حدیث کی کسی کتاب کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی الموطأ کو دی گئی، کیونکہ موافق اور مخالف سبھی نے اس کی فضیلت اور برتری کو تسلیم کیا، اس کی روایت کو مقدم رکھا اور اس کی احادیث کو صحیح قرار دیا۔ اس کے راویوں، احادیث اور اس پر کیے جانے والے تحقیقی کاموں پر خاص توجہ دی گئی اور مالکی علما کے علاوہ دیگر محدثین اور ماہرینِ لُغت نے بھی اس پر کام کیا۔"

بہت سے علما نے الموطأ کی تعریف کی ہے:



امام مالک کی کتاب الموطأ کا جدید مطبوعہ نسخہ۔

- امام شافعی نے فرمایا: "کتاب اللہ کے بعد زمین پر سب سے زیادہ نفع بخش کتاب موطأ مالک ہے اور اگر حدیث کتاب مالک میں آجائے تو وہ ستارے کی مانند ہوتی ہے۔"

انھوں نے مزید فرمایا: "کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ درست کتاب موطأ مالک ہے۔"

- ابن مہدی کا کہنا ہے: "قرآن کے بعد میں اسلام کے کسی علم کو موطأ مالک سے زیادہ صحیح نہیں جانتا۔"[93][94]
- ابن وہب نے کہا: "جس نے موطأ مالک لکھ لی، اسے حلال و حرام کے بارے میں کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔"
- امام احمد بن حنبل سے موطأ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: "یہ ایک بہترین کتاب ہے، جس پر دین دار شخص عمل کرے تو اس کے لیے کافی ہے۔"[95]

## مشہور شروحِ موطأ

متعدد علما نے "الموطأ" کی شرح لکھی، جن میں سے کچھ مشہور شروحات درج ذیل ہیں:

1. . القبس في شرح موطأ مالك بن أنس – حافظ، قاضی ابو بکر ابن العربي المالکی (543ھ)۔[96]
2. . التمهید اور الاستذکار – ابن عبد البر القرطبی (463ھ)۔
3. . المقتبس، شرح موطأ مالك بن أنس – ابن السيد البطلَيوسی المالکی (521ھ)۔[97]
4. . المسالك في شرح موطأ مالك اور القبس على موطأ مالك بن أنس – ابو بکر ابن العربي المالکی (543ھ)۔
5. . كشف المُغطَّا عن الموطا، تنوير الحوالك، إسعاف المُبَطَّأ برجال الموطأ، تجريد أحاديث الموطأ – جلال الدين السيوطی الشافعی (911ھ)۔
6. . إتحاف العابد الناسك بالمنتقى من موطأ مالك – عمر بن احمد الشماع الحلبی الشافعی (936ھ)۔[98]
7. . الفتح الرحماني، شرح موطأ محمد بن الحسن الشيباني – ابراہیم بن حسین المعروف بالشیخ بیری زادہ (1099ھ)۔[99]

## مؤلفات (الموطأ کے علاوہ)

اگرچہ امام مالکؒ کا سب سے مشہور علمی کارنامہ "الموطأ" ہے، لیکن ان کی دیگر تصانیف بھی موجود ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. . رسالہ فی القدر والرد علی القدریۃ – یہ رسالہ امام مالکؒ نے عبد اللہ بن وہب کو لکھا تھا، جیسا کہ قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے۔
2. . کتاب النجوم – یہ مدارِ زمان، منازلِ قمر اور فلکیاتی حساب پر ایک اہم کتاب ہے، جسے اس فن میں بنیاد مانا گیا۔[100]
3. . رسالہ في الأقضية – یہ ایک عشرہ اجزاء پر مشتمل رسالہ تھا، جو امام مالکؒ نے ایک قاضی کے نام تحریر کیا۔
4. . رسالہ في الفتوى – یہ رسالہ ابو غسان محمد بن مطرف کے نام لکھا گیا اور فتاویٰ نویسی کے اصولوں پر مشتمل تھا۔

5. . رسالہ إلى هارون الرشيد – اس میں آداب و مواعظ کا ذکر ہے، جو خلیفہ ہارون الرشید کو بھیجی گئی تھی۔
6. . تفسير لغريب القرآن – یہ قرآن کے مشکل الفاظ کی تشریح پر مبنی کتاب تھی، جسے خالد بن عبد الرحمن المخزومی نے روایت کیا ہے۔
7. . كتاب السِّيَر – یہ امام مالکؒ کی القاسم سے مروی کتاب ہے، جس میں جہاد اور اسلامی قوانین سے متعلق احکام درج ہیں۔

علاوہ ازیں، امام مالکؒ کے علمی مسائل کی تعداد 70,000 سے زیادہ بتائی جاتی ہے، جیسا کہ ابو العباس السراج النیسابوری نے نقل کیا۔[101][102][103][104]

# امام مالک کے مشہور اقوال اور حکمت آموز باتیں

## علم اور طلبِ علم کے بارے میں

- "علم زیادہ روایت جمع کرنے کا نام نہیں، بلکہ علم وہ نور ہے جو اللہ دلوں میں رکھتا ہے۔"
- "علم حاصل کرنا اچھا ہے، مگر وہی جو انسان کو خیر عطا کرے اور یہ اللہ کی طرف سے تقسیم ہے۔ لیکن دیکھو! تم پر صبح سے شام تک کیا لازم ہے، بس اسی کو اختیار کرو۔"[105].
- "علم (فطرتاً) بھاگنے والا ہے، وہ صرف تقویٰ اور خشوع والے دل میں سکون پاتا ہے۔"
- "اگر کسی کو علم عطا ہو جائے اور وہ لوگوں میں مشہور ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو کم تر سمجھے، اپنے نفس کو ملامت کرے اور قیادت و شہرت پر خوش نہ ہو، کیونکہ جب وہ قبر میں لیٹے گا، تو یہ سب کچھ اسے نقصان دے گا۔"
- "اللہ سے ڈرو اور اپنے علم پر اکتفا کرو، کیونکہ جو اپنے علم تک محدود رہا، اس نے فائدہ بھی پہنچایا اور خود بھی فائدہ پایا۔ اگر تم علم صرف اللہ کے لیے چاہتے ہو، تو تمھیں وہی نصیب ہوگا جو تمھارے لیے بہتر ہے، لیکن اگر دنیا کے لیے علم حاصل کر رہے ہو، تو تمھارے ہاتھ میں کچھ نہیں۔"[106]

## دلوں کی حالت، خودسازی اور زہد پر اقوال

- "جو چاہتا ہے کہ اس کے دل میں سکون اور کشادگی ہو، اسے چاہیے کہ اس کے خفیہ اعمال، ظاہر اعمال سے بہتر ہوں۔"
- "دنیا میں زہد یہ ہے کہ کمائی پاک ہو اور امیدیں مختصر ہوں۔"
- "صاف ستھرا لباس، بلند ہمتی اور مردانگی کا اظہار نبوت کے کچھ حصوں میں سے ہے۔"[107]
- "اگر تم دنیا میں صرف اپنی ضرورت کے مطابق چاہتے ہو، تو کم ترین روزی بھی تمھیں کافی ہوگی۔ جو کم ہو اور کفایت کرے، وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل بنا دے۔"
- "ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھو جن کی باتیں تمھارے علم میں اضافہ کریں اور جن کے عمل تمھیں آخرت کی طرف بلائیں۔ ایسے لوگوں سے بچو جن کی باتیں محض بہانے ہوں، جن کا دین کمزور ہو اور جن کے اعمال تمھیں دنیا کی طرف کھینچیں۔"[108]

## فضول گفتگو کے بارے میں

امام مالک زیادہ بولنے کو ناپسند کرتے تھے اور اسے کمزوری کی علامت سمجھتے تھے۔ وہ کہتے: "زیادہ باتیں صرف عورتوں اور کمزور لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔"[109]

## امام مالک کے شیوخ

امام مالک نے ایسے شیوخ سے علمی استفادہ کیا، جن تک ان کے بعد آنے والے کسی بھی عالم کی رسائی نہ ہو سکی۔ انھوں نے تابعین کی ایک بڑی جماعت کو پایا اور تبع تابعین میں سے اس سے بھی زیادہ تعداد کو پایا۔ پھر ان میں سے وہی منتخب کیے جو دین، فہم اور روایت کے حقوق و شرائط کو بخوبی نبھانے میں ممتاز تھے اور جن پر ان کا دل مطمئن ہوا۔ وہ اہلِ دین و تقویٰ میں سے ان لوگوں سے روایت نہیں لیتے تھے، جو روایت کے اصول و ضوابط سے ناواقف تھے۔ چنانچہ امام مالک نے جن شیوخ سے علم حاصل کیا، ان کی تعداد نو سو (900) کے قریب تھی، جن میں سے تین سو (300) تابعین تھے۔

آپ کے شیوخ میں شامل ہیں: ابن ہرمز (جو آپ کے پہلے استاد تھے)، نافع مولیٰ ابن عمر، زید بن اسلم، ابن شِہاب زُہری، ابو الزناد، عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر، ایوب سختیانی، ثور بن زید دیلی، ابراہیم بن ابی عَبلة، حمید طویل، ربیعہ بن ابی عبد الرحمن، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید انصاری، عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص، عامر بن عبد اللہ بن زبیر اور ابو الاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل اسدی قرشی۔[110]

## تلامذہ

امام مالکؒ سے ایک بڑی تعداد نے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے اساتذہ بھی شامل ہیں، جیسے: ان کے چچا ابو سہیل، یحییٰ بن ابی کثیر، ابن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید، یزید بن ہاد، زید بن ابی انیسہ، عمر بن محمد بن زید اور دیگر کئی محدثین۔[111]

اسی طرح ان کے ہم عصر علما میں بھی کئی جلیل القدر شخصیات نے ان سے حدیث روایت کی، جن میں شامل ہیں: امام ابو حنیفہ، امام اوزاعی، حماد بن زید، اسماعیل بن جعفر، سفیان بن عیینہ، عبد اللہ بن مبارک، ابن علیہ، عبد الرحمن بن القاسم، عبد الرحمن بن مہدی، عبد اللہ بن وہب ، ولید بن مسلم ، یحییٰ القطان ، ابو داؤد طیالسی ، عبد اللہ بن نافع صائغ ، مروان بن محمد طاطری ، عبد اللہ بن یوسف تنیسی، عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی، ابو نعیم الفضل بن دکین، ہیثم بن جمیل انطاکی، ہشام بن عبید اللہ رازی، محمد بن عیسیٰ الطباع، ابو بکر اور اسماعیل (ابنا ابو اویس)، یحییٰ بن یحییٰ تمیمی، یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، ابو جعفر النفیلی، مصعب بن عبد اللہ زبیری، محمد بن معاویہ نیشاپوری ، محمد بن عمر الواقدی، ابو الاحوص محمد بن حبان البغوی، محمد بن جعفر الورکانی، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ، منصور بن ابی مزاحم، مطرف بن عبد اللہ الیساری، احمد بن نصر الخزاعی، احمد بن قاسم زہری اور دیگر کئی محدثین۔

ان کے آخری شاگرد جن کا انتقال سب سے آخر میں ہوا، وہ "الموطأ" کے راوی ابو حذافہ احمد بن اسماعیل سہمی تھے، جو امام مالکؒ کے بعد مزید 80 سال تک زندہ رہے۔[112]

## امام مالکؒ کی فضیلت اور لوگوں کی مدح و ثناء

### نبی کریم ﷺ کی بشارت

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "عنقریب لوگ علم حاصل کرنے کے لیے اونٹنیوں کے سفر کریں گے، لیکن انھیں مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ملے گا۔"

اسی طرح امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "عنقریب ایک شخص علم کی طلب میں اونٹنیوں کے ذریعے سفر کرے گا، لیکن وہ مدینہ کے عالم سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی نہیں پائے گا۔"

- اسحاق بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن جریج سے منقول ایک بات پہنچی کہ وہ کہا کرتے تھے:

"ہم گمان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں مراد امام مالک بن انس ہیں۔"

- امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

"میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد امام مالک بن انس ہیں۔"[113]

## امام جلال الدین سیوطیؒ کی وضاحت

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث کے مفہوم کو شعری انداز میں یوں بیان کیا:[114]

نبیِ ہدایت نے فرما دیا ایک حدیثِ متین
کہ جسے خدا نے بخشا ہے سکون و یقین

مشرق و مغرب سے نکلیں گے لوگ اہلِ نظر
جو ڈھونڈیں گے حکمتِ دین کی راہِ سحر

مگر نہ پائیں گے عالم کوئی امام و امین
جو ہو مدینے کے عالم سے زیادہ فہیم

## امام شافعیؒ کے کلماتِ ثناء

- امام شافعیؒ نے فرمایا:

"جب علما کا ذکر ہو تو امام مالک آفتاب و ماہتاب کی مانند ہیں اور تابعین کے بعد اللہ کی اپنی مخلوق پر حجت ہیں۔"[115]

- اسی طرح انھوں نے کہا:

"جب حدیث آئے تو (اس میں) امام مالک ایک درخشندہ ستارہ ہیں۔"

- امام شافعیؒ مزید فرماتے ہیں:

"امام مالک اور سفیان بن عیینہ علم کے ہم مرتبہ ساتھی ہیں، اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہو جاتا۔"

- انھوں نے یہ بھی فرمایا:

"جب تمھارے پاس امام مالک سے حدیث آئے تو اسے مضبوطی سے تھام لو۔" نیز امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کی احتیاط پسندی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "امام مالکؒ جب کسی حدیث میں شک کرتے تو اسے مکمل ترک کر دیتے۔"[116][117][118]

## دیگر محدثین کے کلماتِ ثناء

- عبد السلام بن عاصم سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا:

"اگر کوئی شخص حدیث حفظ کرنا چاہے تو کس کے حدیث کو محفوظ کرے؟" انھوں نے فرمایا: "امام مالک بن انس کی حدیث".[119] میں نے پوچھا: "اگر کوئی شخص رائے (فقہ) کا مطالعہ کرنا چاہے تو کس کی رائے اختیار کرے؟" انھوں نے فرمایا: "امام مالک بن انس کی رائے".

- عبد اللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد) سے پوچھا:

"امام زہری کے شاگردوں میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد کون ہے؟" انھوں نے فرمایا: "امام مالک ہر چیز میں سب سے زیادہ معتبر ہیں".[120]

- امام نووی فرماتے ہیں:

"تمام طبقات کے علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام مالک ایک جلیل القدر امام ہیں، وہ عظیم شان، بلند مرتبہ اور انتہائی معزز شخصیت کے حامل تھے۔ سب نے ان کی علمی وقعت، حدیث کے حفظ اور اس میں ان کے ضبط و اتقان کو تسلیم کیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں انتہائی معتبر و مستند مانا۔"[121][115]

- امام ذہبی فرماتے ہیں:

"امام مالک کو ایسی خصوصیات حاصل ہوئیں جو میرے علم میں کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں۔"

1. . طویل عمر اور وسیع روایت
2. . تیز فہم، گہری بصیرت اور علمی وسعت
3. . تمام ائمہ کا اس بات پر متفق ہونا کہ وہ حجت ہیں اور ان کی روایت بالکل صحیح ہے
4. . تمام ائمہ کا اس پر اجماع کہ وہ دین، دیانت اور سنت کی پیروی میں بلند مقام رکھتے ہیں
5. . فقہ، فتویٰ اور اصولوں کی درستی میں ان کی سبقت[115]

- امام بخاری نے یحییٰ بن سعید القطان سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا:

"امام مالک حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔"

- امام غافقی نے ابو قلابہ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا:

"امام مالک اپنے زمانے کے سب سے زیادہ حافظہ رکھنے والے شخص تھے۔"

- ابن مہدی نے فرمایا:

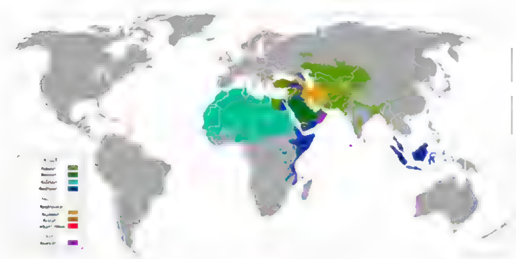
"میں نے امام مالک سے زیادہ عقل مند کسی کو نہیں دیکھا۔"[122]

- شیخ ابو زکریا سلماسی کا امام مالک کی شان میں خراجِ تحسین

> امام مالک فضائل کے حقیقی مالک اور تقویٰ و ورع کے مسافر تھے۔ وہ بالاجماع مدینہ کے امام اور حجاز کے مفتی تھے، فقیہ الامہ اور ائمہ کے سردار۔ پاکیزہ طبیعت، بلند ہمت اور اسلام میں سب سے پہلے کتاب تصنیف کرنے والے، جس میں شرائع حلال و حرام کو بہترین انداز میں مرتب کیا۔
>
> ان کی "موطأ" دین کا روشن چراغ اور یقین کا تاج تھا، جس کی شہرت شمس و قمر کی طرح تمام علاقوں میں پھیل گئی۔ وہ حجتِ زمانہ اور اہلِ عقل کے لیے قدوہ بنے۔ ان کی فضیلت بے کنار، علم وسیع اور تقویٰ کامل تھا، یہاں تک کہ زمانہ ان کے ذکر سے معطر ہو گیا۔ انھوں نے شریعت کو سنہری تاج کی مانند پیش کیا، نبوت کا ورثہ تقسیم کیا اور علم کے پیاسوں کی سیرابی کا ذریعہ بنے۔ وہی ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ

علم کے لیے سفر کریں گے، مگر مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کسی کو نہ پائیں گے۔" ان کی ہیبت ایسی تھی کہ سوال کرنے والے بھی نظریں جھکا لیتے، جیسا کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: "وہ وقار اور تقویٰ کے سلطان تھے، پس وہی مطاع تھے، اگرچہ کسی ظاہری سلطنت کے مالک نہ تھے۔"[123]

## تاریخ میں مالکی مذہب کا پھیلاؤ



دنیا میں مالکی مذہب کے پھیلاؤ کے مقامات (نیلا مائل سبز رنگ)

مالکی مذہب مدینہ منورہ میں پیدا ہوا، جو امام مالک رحمہ اللہ کا وطن ہے۔ وہاں سے یہ حجاز میں پھیلا اور وہاں غالب آیا، پھر اس نے افریقہ کے خطے میں مصر سے لے کر بلادِ مغرب اور اندلس تک بہت وسعت اختیار کی۔ آج بھی مغرب، مصر کے سوا، مکمل طور پر مالکی مذہب پر قائم ہے۔ اندلس میں کچھ مقدار میں داود ظاہری کا مذہب باقی رہا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "امام مالک کا مذہب حجاز، بصرہ، مصر، ان سے ملحقہ افریقی علاقوں، اندلس، صقلیہ (سسلی)، مغربِ اقصیٰ اور ان علاقوں میں جہاں تک اسلام پہنچا، خاص طور پر سیاہ فام افریقی علاقوں تک، ہمارے وقت تک غالب رہا۔ بغداد میں بھی یہ مذہب بہت نمایاں طور پر ظاہر ہوا، مگر چار سو ہجری کے بعد کمزور پڑ گیا، نیشاپور میں بھی ظاہر ہوا، جہاں اور بھی ائمہ اور مدرسین موجود تھے۔"[124][125][126]

اس میں کوئی شک نہیں کہ مالکی مذہب نے مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں غلبہ حاصل کیا۔ مکہ مکرمہ میں اگرچہ یہ موجود تھا، لیکن وہاں غالب نہ آ سکا کیونکہ وہاں فقہ ابن عباس رائج تھی۔ یہاں تک کہ مدینہ میں بھی ایک عرصے تک مالکی مذہب ماند پڑ گیا، حتیٰ کہ ابن فرحون نے قضا کا منصب سنبھالا اور اسے دوبارہ زندہ کیا۔ بصرہ میں بھی یہ مذہب ظاہر ہوا، مگر پانچویں صدی ہجری کے بعد وہاں کمزور ہو گیا۔ جہاں تک مصر کا تعلق ہے تو وہاں امام مالک کی زندگی ہی میں یہ مذہب ظاہر ہو چکا تھا۔[127]

## مصر میں مالکی مذہب کا پھیلاؤ

مالکی مذہب کو سب سے پہلے مصر میں داخل کرنے والے عثمان بن الحکم الجذامی تھے، جن کا انتقال 163 ہجری میں ہوا۔ بعض اقوال کے مطابق امام مالک کے مسائل کو مصر میں سب سے پہلے لانے والے عثمان بن الحکم اور عبد الرحیم بن خالد بن یزید بن یحییٰ تھے۔ اس کے بعد عبد الرحمن بن القاسم نے اس مذہب کو مصر میں پھیلایا اور چونکہ امام مالک کے بہت سے اصحاب وہاں موجود تھے، اس لیے یہ مذہب مصر میں امام ابوحنیفہ کے مذہب سے زیادہ مشہور ہوا، کیونکہ مصر میں حنفی مذہب زیادہ معروف نہ تھا۔ مصر میں مالکی مذہب کے بہت سے علما موجود تھے، جن کی کوششوں سے یہ مذہب مصر کے علاقوں میں غالب آ گیا، اگرچہ کچھ حنفی علما بھی وہاں موجود تھے۔ جب امام شافعی 200 ہجری میں مصر آئے اور تقریباً پانچ سال وہاں مقیم رہے، تو ان کا مذہب مالکی مذہب پر غالب آ گیا۔ اس کے باوجود مالکی مذہب قائم رہا اور شافعی مذہب کے قریب درجہ رکھتا تھا۔

> مقریزی کہتے ہیں:
>
> "اہلِ مصر مسلسل امام مالک اور امام شافعی دونوں کے مذاہب پر عمل کرتے رہے اور قضا (عدالت) کا منصب انہی کے ماننے والوں یا پھر امام ابوحنیفہ کے ماننے والوں کو ملتا رہا، یہاں تک کہ قائد جوہر مصر آیا اور فاطمی شیعہ مذہب کا ظہور ہوا، تو قضا اور فتویٰ میں اسی مذہب پر عمل ہونے لگا۔"[128]

پھر مالکی مذہب کو ایوبی دورِ حکومت میں دوبارہ عروج حاصل ہوا، اس کے فقہا کے لیے مدارس بنائے گئے۔ بعد میں ظاہر بیبرس نے ترک بحری سلطنت میں "چار قاضیوں" کا نظام نافذ کیا، تو قاضی مالکی دوسرے درجے پر مقرر ہوا، شافعی قاضی کے بعد۔ ایوبی سلطنت میں قضا کا منصب شافعیوں کے پاس تھا اور ان کے تحت باقی تین مذاہب (مالکی، حنفی، حنبلی) کے قاضی نائب کے طور پر کام کرتے تھے۔ مالکی مذہب مصر میں آج تک پھیلاؤ میں موجود ہے اور شافعی مذہب کے برابر مقام رکھتا ہے، خصوصاً صعید (جنوبی مصر) میں اس کا اثر زیادہ ہے۔[129]

### افریقیہ اور اندلس میں مالکی مذہب کا پھیلاؤ

ابتدائی دور میں افریقیہ کے لوگوں پر سنت (حدیث) کا غلبہ تھا، بعد ازاں فقہِ حنفی کو وہاں رواج ملا۔ لیکن جب سن 407 ہجری میں المعز بن بادیس نے حکومت سنبھالی، تو اس نے افریقیہ اور اس سے متصل مغربی علاقوں کے باشندوں کو مالکی مذہب اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور فقہی اختلافات کی جڑ کاٹ دی۔ اس طرح مالکی مذہب کو ان علاقوں میں مکمل غلبہ حاصل ہو گیا، جو آج تک برقرار ہے۔ علامہ فاسی نے العقد الثمين في تاريخ البلد الأمين میں ذکر کیا ہے: "مغرب کے تمام باشندے مالکی ہیں، سوائے اُن چند نادر افراد کے جو صرف اثر (حدیث) سے وابستہ ہیں۔"[130]

اندلس میں ابتدا میں اوزاعی مذہب کو غلبہ حاصل تھا، جسے وہاں سب سے پہلے صعصعہ بن سلام نے منتقل کیا اور یہ مذہب امیر ہشام الرضا کے دور تک رائج رہا۔ پھر سنہ 200 ہجری کے بعد اوزاعی مذہب کا وہاں خاتمہ ہو گیا اور مالکی مذہب غالب آ گیا۔ روایت ہے کہ اہلِ اندلس اوزاعی مذہب پر قائم تھے، یہاں تک کہ امام مالکؒ سے براہِ راست علم حاصل کرنے والے پہلے طبقے کے چند اصحاب، جیسے زیاد بن عبد الرحمن اللخمی، غازی بن قیس، قرعوس بن عباس اور دیگر، جب اندلس میں پہنچے تو انھوں نے امام مالکؒ کا فقہی مذہب پھیلایا۔ چنانچہ امیر ہشام نے عوام کو اس مذہب پر لگایا اور بعض روایات کے مطابق انھیں اس پر تلوار کے ذریعے مجبور کیا گیا۔[131]

### المغرب الأقصى (مراکش) میں مالکی مذہب کا پھیلاؤ

جب علی بن یوسف بن تاشفین نے حکومت سنبھالی تو اس نے اہلِ فقہ و دین کو خاص مقام دینا شروع کیا۔ وہ اپنی سلطنت کے کسی بھی معاملے کا فیصلہ فقہا سے مشورے کے بغیر نہ کرتا۔ اس نے قاضیوں کو پابند کیا کہ وہ کسی چھوٹے یا بڑے معاملے میں حکم صادر نہ کریں جب تک کہ چار فقہا کی موجودگی میں فیصلہ نہ ہو۔ اس سے فقہا کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو گیا۔ بادشاہ کے قرب اور اس کی توجہ صرف اُسی شخص کو حاصل تھی جو امام مالکؒ کے فقہی مذہب کا علم رکھتا ہو۔ چنانچہ مالکی مکتبِ فکر کی کتابوں کو خوب رواج ملا، انہی کے مطابق عمل ہونے لگا اور دیگر مذاہب کو یکسر ترک کر دیا گیا۔

یہاں تک کہ علمِ قرآن اور حدیثِ نبوی تک کو پسِ پشت ڈال دیا گیا اور ان کی جانب مکمل توجہ نہ رہی۔ اسی طرح جیسے پہلے بیان ہوا کہ اندلس میں ہشام بن عبد الرحمن نے لوگوں کو تلوار کے زور پر مالکی مذہب اختیار کروایا، ویسے ہی ابن تاشفین نے فقہی فروع کے حفظ کرنے والوں کو قرب دے کر اس مذہب کو رواج دیا، حتیٰ کہ یہ مذہب پورے علاقے میں پھیل گیا۔ یہاں تک کہ امام ابن حزم نے کہا: "دو مذاہب ایسے ہیں جو ابتدا میں حکومت و سلطنت کے زور پر پھیلے: مشرق میں حنفی اور اندلس میں مالکی"۔[132]

## حوالہ جات


1. مصنف: فرانس کا قومی کتب خانہ — عنوان : اوپن ڈیٹا پلیٹ فارم — بی این ایف - آئی ڈی: https://catalogue.bnf.fr/ark:/12148/cb12190972t — اخذ شدہ بتاریخ: 10 اکتوبر 2015
2. ناشر: کتب خانہ کانگریس — ربط: کتب خانہ کانگریس اتھارٹی آئی ڈی (https://id.loc.gov/authorities/n82078405) — اخذ شدہ بتاریخ: 14 اکتوبر 2017
3. ^ ا ب عنوان : Малик ибн Анас
4. عنوان : Малик

5. عنوان : Нафи ибн Хурмуз
6. عنوان : Джафар ас-Садик
7. عنوان : Шейбани Мухаммад ибн Хасан
8. مصنف: فرانس کا قومی کتب خانہ — عنوان : Abū ʿAbd Allâh Mālik ibn Anas al-Aṣbaḥī (0711?-0796) — بی این ایف - آئی ڈی: https://catalogue.bnf.fr/ark:/12148/cb12190972t — اخذ شدہ بتاریخ: 10 اکتوبر 2015
9. Gibril F. Haddad (2007). The Four Imams and Their Schools. لندن, the U.K.: Muslim Academic Trust. ص 121
10. الطبقات لابن سعد:5/ 465، وفيات الأعيان لابن خلكان:4 / 135
11. نهاية الأرب في فنون الأدب، النويري، ص225
12. خلاصة السير الجامعة لعجائب أخبار الملوك التبابعة، نشوان الحميري، ص59
13. سيرة ابن كثير، ابن كثير، ص18
14. الإمام مالك بن أنس إمام دار الهجرة، عبد الغني الدقر، دار القلم، دمشق، الطبعة الثالثة، 1419هـ-1998م، ص21
15. انظر أيضاً: تزيين الممالك بمناقب الإمام مالك، جلال الدين السيوطي، دار الرشاد الحديثية، الدار البيضاء، المغرب، الطبعة الأولى، 1431هـ-2010م، ص17
16. انظر أيضاً: سير أعلام النبلاء، أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي، دار الحديث، القاهرة، طبعة عام 1427هـ-2006م، ج7 ص150
17. انظر أيضاً: الديباج المذهب في معرفة أعيان علما المذهب، ابن فرحون إبراهيم بن علي اليعمري، دار التراث للطبع والنشر، القاهرة، ج1 ص82
18. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص24
19. انظر أيضاً: الديباج المذهب، ابن فرحون، ج1 ص84
20. الثقات لابن حبان:7/459، سير أعلام النبلاء:7 / 150، تاريخ الإسلام للذهبي:4/719
21. الإصابة لإبن حجر:7/248
22. مشاهير علما الأمصار لابن حبان: ص 212
23. ترتيب المدارك للقاضي عياض:1/115
24. تهذيب الأسماء واللغات للنووي:2/75، تاريخ الإسلام للذهبي:4/ 719
25. سير أعلام النبلاء للذهبي:7/154
26. صحيح مسلم :2/992 (رقم1363)
27. الطبقات لابن سعد:5/465، 468، 469
28. تهذيب الأسماء واللغات:2/77
29. Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 158
30. Yasin Dutton، The Origins of Islamic Law: The Qur’an, the Muwaṭṭa’ and Madinan ‘Amal، ص 16

31. تاريخ الإسلام للذهبي:4/719
32. تهذيب الأسماء و اللغات:2/75
33. الاعتصام للشاطبي:1/ 140 و 2/ 660
34. ذم الكلام للهروي: ص 210
35. إعلام الموقعين لابن القيم:2/ 201
36. جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر:1/775
37. الاعتصام للشاطبي:1/ 115
38. الطبقات لابن سعد:5/ 469
39. تهذيب الأسماء واللغات:2 / 76
40. سنن الترمذي:5/47 (2680)، باب ما جاء في عالم المدينة.
41. سنن الترمذي:5/ 47
42. الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:8/204
43. الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:8/205
44. تهذيب الأسماء واللغات:2/77
45. الثقات لابن حبان:7/459
46. تهذيب الأسماء واللغات:2/76
47. تذكرة الحفاظ للذهبي:1/157
48. مالك، محمد أبو زهرة، ص51-52
49. انظر أيضاً: مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص37
50. (بستان المحدثين)
51. (شذرات الذهب)
52. (تذكرة الحفاظ)
53. (بستان المحدثين)
54. (تذكره)
55. " "Imaam Maalik ibn Anas" by Hassan Ahmad, 'Al Jumuah' Magazine Volume 11 – Issue 9". Sunnahonline.com. اخذ شده بتاریخ 10-04-2010
56. Ibn Anas & 2008 2008, p. 3, 4, 10, 14, 16, 17, 27, 29, 32, 37, 38, 49, 51, 58, 61, 67, 68, 74, 78, 87, 92, 93, 108, 114, 124, 128, 138, 139, 151, 156, 161, 171, 196, 210, 239, 245, 253, 312, 349, 410, 412
57. N. Abbott, Studies In Arabic Literary Papyri: Qur'anic Commentary And Tradition, 1967, Volume II, University of Chicago Press: Chicago (USA), p. 114.
58. "PERF No. 731: The Earliest Manuscript Of Malik's Muwatta' Dated To His Own Time". www.islamic-awareness.org. اخذ شده بتاریخ 27-06-2022

59. ^ ا ب پ Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 170

60. Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 167; narrated by Al-Dhahabī, Siyar, 7:415, cf. al-Bayhaqī, al-Asmā' wal-Sifāt, 2:304-305:866.

61. Abdul-Ghani Ad-Daqr, Al-Imam Malik, pg. 292-293.

62. Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 176

63. ^ ا ب Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 179

64. al-Qādī 'Iyād, Tartīb al-Madārik, 2:41, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 179

65. ^ ا ب پ Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 180

66. Narrated from Ibn Wahb by al-Khatīb in Tārīkh Baghdād, 7:336 and al-Suyūtī, Miftāh al-Janna, p. 162: 391, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 175

67. From Ma'n, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), pp. 162-164

68. From Ma'n, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), pp. 162-163

69. Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 163

70. Narrated from al-Wāqidī by Ibn Sa'd in the supplemental volume of his Tabaqāt (p. 440) and from al-Zubayr ibn Bakkār by Ibn 'Abd al-Barr in his al-Intiqā (p. 81). Cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 163

71. ^ ا ب پ ت Ibn 'Abd al-Barr, al-Intiqā, pp. 74-75; cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 176

72. From Ma'n, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 170

73. From Ma'n, cited in Gibril F. Haddad, The Four Imams and Their Schools (London: Muslim Academic Trust, 2007), p. 171

74. ^ ا ب پ ت ث

75. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص31

76. انظر أيضاً: تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص24

77. انظر أيضاً: سير أعلام النبلاء، الذهبي، ج7 ص163

78. انظر أيضاً: الديباج المذهب، ابن فرحون، ج1 ص90

79. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص32-33

80. الديباج المذهب، ابن فرحون، ج1 ص92

81. (جامع بيان العلم:2/149)

82. The medieval Andalusian Muslim traveler and geographer Ibn Jubayr describes seeing a small dome erected above the tomb of Malik when he visited the cemetery in the later twelfth-century.

83. Quran 30:4

84. Yarshater 1985–2007، v. 39: p. 263

85. مالك، محمد أبو زهرة، ص89.

86. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص19

87. مالك، محمد أبو زهرة، ص91-92.

88. الطبقات الكبرى، ابن سعد، ج5، ص465.

89. مالك، محمد أبو زهرة، ص101

90. مالك، محمد أبو زهرة، ص101-102

91. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص46

92. سنن أبي داود:2/258 (2193)، باب في الطلاق على غلط،سنن ابن ماجه:1/660 (2046)، باب طلاق المكره والناسي. امام البانی نے اس حدیث کوحسن قرار دیا ہے۔ (إرواء الغليل:7/113 (2047)

93. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص103

94. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص159

95. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص106

96. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص164-165

97. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص163

98. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص171

99. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص159، نقلاً عن "خلاصة الأثر"

100. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص303

101. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص304

102. انظر أيضاً: تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص83، فصل في مصنفاته وكتبه غير الموطأ

103. انظر أيضاً: سير أعلام النبلاء، الذهبي، ج7 ص175

104. انظر أيضاً: الديباج المذهب، ابن فرحون، ج1 ص124-125

105. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص38

106. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص40

107. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص42

108. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص43

109. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص45

110. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص61-62

111. جمال الدين المزي. تهذيب الكمال في أسماء الرجال. ج الأول

112. سير أعلام النبلاء، الذهبي، ج7 ص152-153

113. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص22-23

114. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص23

115. ٨ أ ب ب مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص4

116. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص27

117. انظر أيضاً: ترتيب المدارك، القاضي عياض، ج1، ص150.

118. انظر أيضاً: الديباج المذهب، ابن فرحون، ج1، ص113.

119. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص29

120. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص31

121. مالك بن أنس، محمد بن علوي المالكي، ص51

122. تزيين الممالك، جلال الدين السيوطي، ص28

123. منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد، أبو زكريا يحيى بن إبراهيم الأزدي السلماسي، مكتبة الملك فهد الوطنية، الطبعة الأولى، 1422هـ-2002م، ص181-182

124. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص278

125. مالك، محمد أبو زهرة، ص486

126. نظرة تاريخية في حدوث المذاهب الفقهية الأربعة، أحمد بن إسماعيل بن محمد تيمور، دار القادري للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة الأولى، 1411هـ/1990م، ص61

127. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص278-279

128. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص279

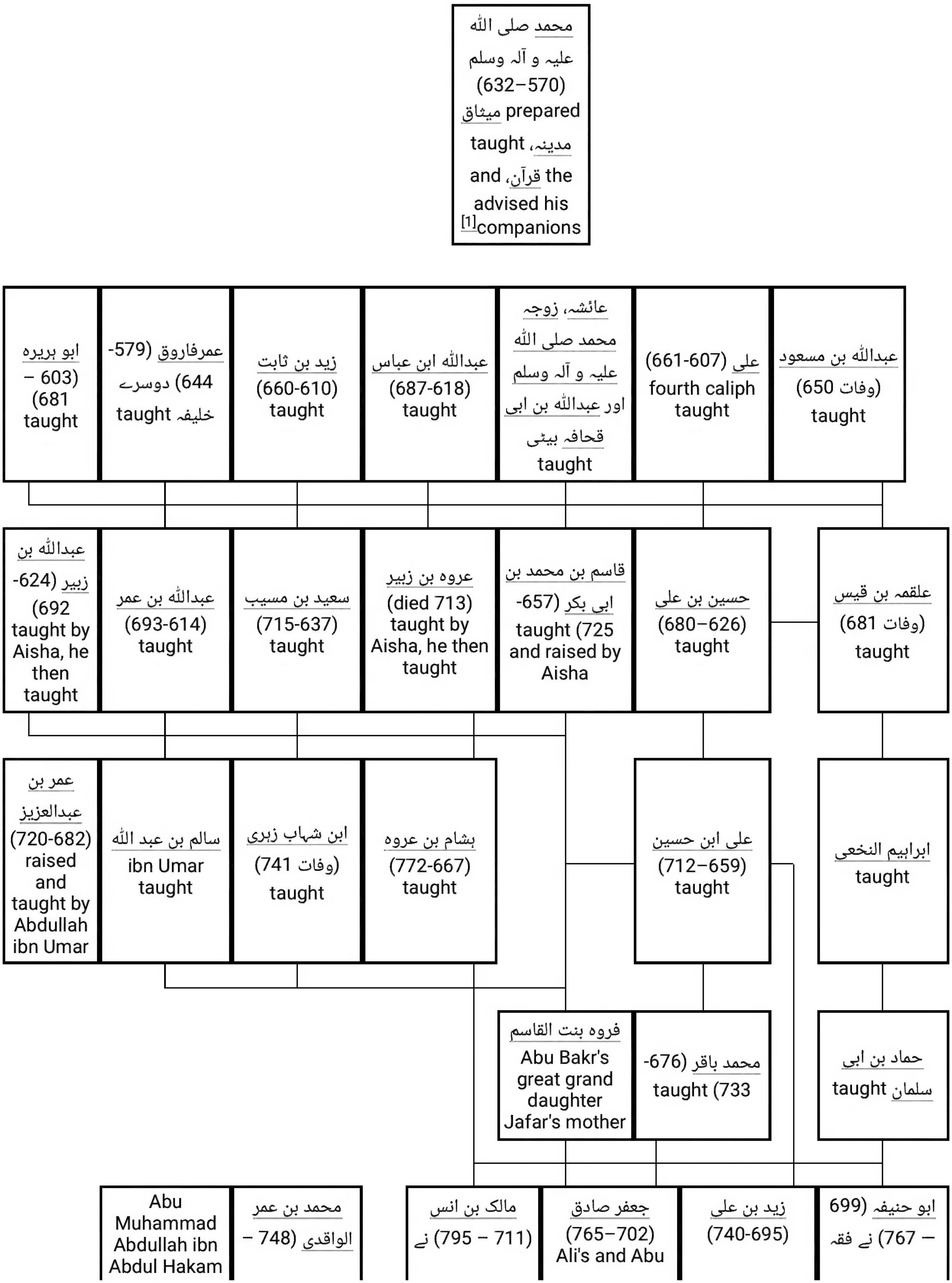
129. نظرة تاريخية في حدوث المذاهب الفقهية الأربعة، أحمد تيمور، ص63

130. نظرة تاريخية في حدوث المذاهب الفقهية الأربعة، أحمد تيمور، ص63-64

131. نظرة تاريخية في حدوث المذاهب الفقهية الأربعة، أحمد تيمور، ص64

132. مالك بن أنس، عبد الغني الدقر، ص281

**ابتدائی اسلامی شخصیات** د·ب·ت



اکبر[2] اور کتاب الاطہر لکھیں جن کو سنی، صوفی، بریلوی، دیوبندی، زیدیہ شیعہ اور اصل میں فاطمی اور taught

Bakr's great great grand son taught

موطا لکھی[3]، ان کی پیروی اس وقت کے اہل مدینا ہور اس وقت افریقی سنی اور taught

(822 نے تاریخی کتب ترتیب دیں جیسے کتاب التاریخ والمغازی، شاگرد مالک ابن انس

(died 829) wrote biographies and history books, student of Malik ibn Anas

ابو یوسف (729-798 نے اصول الفقہ

محمد بن حسن شیبانی (749–805)

شافعی (767–820) نے الرسالہ، لکھی جسے سنی مانتے ہیں taught

اسماعیل ابن ابراہیم

علی المدنی (778–849) نے کتاب العلم لکھی Companions

ابن ہشام (وفات 833) نے ابتدائی تاریخ اور سیرت کا اہم ماخذ سیرت ابن ہشام لکھی۔

اسماعیل بن جعفر (719-775)

موسیٰ کاظم (745-799)

امام احمد بن حنبل (780–855) لکھی مسند احمد بن حنبل فقہ کی طرف سے پیروی سنی اور حدیث کی کتاب

امام بخاری (810-870) نے صحیح بخاری حدیث کی کتاب ترتیب دی[4]

مسلم بن حجاج (815-875) نے صحیح مسلم حدیث کتاب ترتیب دی[5]

امام ترمذی (824-892) نے سنن ترمذی حدیث کتاب ترتیب دی[6]

بلاذری (وفات 892) نے ابتدائی تاریخ لکھی Futuh al-Buldan، انساب الاشراف

ابن ماجہ (824-887) نے سنن ابن ماجہ حدیث کی کتاب ترتیب دی

امام ابو داؤد (817–889) نے سنن ابی داؤد حدیث کی کتاب ترتیب دی

| | | |
|---|---|---|
| محمد بن یعقوب الکلیانی (864-941) نے کتاب الکافی نے شیعہ کی حدیث کی کتاب ترتیب دی Shia | ابن جریر طبری (838–923) نے تاریخ الرسل والملوک، تفسیر طبری لکھی | ابوالحسن الاشعری (874–936) نے Maqālāt al-islāmīyīn, Kitāb al-luma, Kitāb al-ibāna 'an usūl al-diyāna |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| شیخ الصدوق (923-991) نے من لا یحضره الفقیہ لکھی جو اثناعشری شیعہ کی بنیادی کتب حدیث میں سے ہے Shia | سید شریف رضی (930-977) نے نہج البلاغۃ ترتیب دی جسے اثناعشری شیعہ میں قبولیت حاصل ہے | خواجہ طوسی (1201-1274) نے اسماعیلی اور اثناعشری شیعہ کی بنیادی کتاب ترتیب دی | امام غزالی (1058–1111) wrote The Niche for Lights,[7][8] تہافت الفلاسفہ, The Alchemy of Happiness on Sufism | مولانا رومی (1207-1273) نے مثنوی، دیوان شمس تبریزی صوفیانہ طرز پر لکھیں |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| KEY: Some of Muhammad's Companions | KEY: Taught in Medina | KEY: Taught in Iraq | KEY: Worked in Syria | KEY: Travelled extensively collecting the sayings of Muhammad and compiled books of hadith | KEY: Worked in Iran |

[9][10][11][12][13]

## فقہی ائمہ کرام بلحاظ ترتیب زمانی ولادت

| ترتیب | نام امام | مکتبہ فکر | سال و جائے پیدائش | سال و جائے وفات | تبصرہ |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | ابو حنیفہ | اہل سنت | 80ھ ( 699ء ) کوفہ | 150ھ ( 767ء ) بغداد | فقہ حنفی |
| 2 | جعفر صادق | اہل تشیع | 83ھ ( 702ء ) مدینہ | 148ھ ( 765ء ) مدینہ | فقہ جعفریہ، کتب اربعہ |
| 3 | مالک بن انس | اہل سنت | 93ھ ( 712ء ) مدینہ | 179ھ ( 795ء ) مدینہ | فقہ مالکی، موطا امام مالک |
| 4 | محمد بن ادریس شافعی | اہل سنت | 150ھ ( 767ء ) غزہ | 204ھ ( 819ء ) فسطاط | فقہ شافعی، کتاب الام |
| 5 | احمد بن حنبل | اہل سنت | 164ھ ( 781ء ) مرو | 241ھ ( 855ء ) بغداد | فقہ حنبلی، مسند احمد بن حنبل |
| 6 | داود ظاہری | اہل سنت | 201ھ ( 817ء ) کوفہ | 270ھ ( 883ء ) بغداد | فقہ ظاہری، |


1. The Quran (http://quran.com/)
2. عظیم فقہ (http://www.central-mosque.com/aqeedah/fiqakbar.pdf)
3. الموطا' (http://bewley.virtualave.net/muwcont.html)

4. صحیح بخاری (/http://www.sahih-bukhari.com)
5. صحیح مسلم (http://sunnah.com/muslim)
6. جامع الترمذی (http://sunnah.com/tirmidhi)
7. مشکوۃ الانوار (http://www.ghazali.org/books/mishkat/index.html)
8. روشنی کے لئے مخصوص (http://www.ghazali.org/articles/wensinck-1941.pdf)
9. اسلام میں خواتین: ایک انڈونیشیائی جائزہ (http://books.google.co.uk/books?id=mlGgGVCp0UcC&pg=PA6 7Understanding) by Syafiq Hasyim. Page 67
10. ulama (http://bewley.virtualave.net/ulama.html), bewley.virtualave.net
11. 1.ثبوت اور تاریخت - اسلامی دلائل (/http://theislamicevidence.webs.com). theislamicevidence.webs.com
12. Atlas Al-sīrah Al-Nabawīyah. Darussalam, 2004. Pg 270 (http://books.google.co.uk/books?id=mZmBkoDa9fcC&pg=PA270)
13. Umar Ibn Abdul Aziz by Imam Abu Muhammad ibn Abdullah ibn Hakam died 829

---